عقائدِ اہل سنت کی روشنی میں افضیلتِ شیخین، مشاجراتِ صحابہ اور تعظیمِ ساداتِ کرام جیسے
اہم موضوعات پر مبنی ایک مستند علمی دستاویز

افضیلت شیخین اور مشاجرات صحابہ کا شرعی حکم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حذیفہ محمد ابراہیم سکندری

مفتی دار الافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی

تصدیق

تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی

چیئرمین اہلسنت فتوی کونسل پاکستان

رئیس دار الافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی

مہتمم وصدر مدرس جامعہ فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی

ناشر:

جامعہ فیضان شریعت (مارٹن روڈ تین ہٹی کراچی)

فہرست

پیش لفظ..... 3

استفتاء..... 5

(۱)عقیدہ افضلیت..... 5

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور قرآن حکیم 6

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب عطا فرمانا 8

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور احادیث مبارکہ 10

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آثار صحابہ 12

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اقوال ائمہ وبزرگان دین: 18

(۲)مشاجرات صحابہ..... 33

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین اختلافات کی نوعیت وحکم: 35

(۳)اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور تعظیم کے معاملے میں صحیح اور معتدل نظریہ 42

(۴)بدعقیدہ ہونے سے سیادت (نسبی شرف) کا حکم 51

(۵)تفضیلی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم..... 53

(۶)صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نام پر بچوں کے نام رکھنا..... 61

تائید کنندگان: 64

1. مدرسین، مفتیان کرام ومحققین..... 64

2. صدر مدرسین وناظم تعلیمات 66

3. مہتمم، رئیس دار الافتاء وناظم اعلیٰ..... 66

پیش لفظ

عصرِ حاضر میں جہاں فکری انتشار اور نظریاتی افراط و تفریط نے معاشرے کے مختلف طبقات کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، وہاں عقائدِ حقہ کی ترویج اور اکابرینِ امت کے متفقہ موقف کی وضاحت ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔ زیرِ نظر رسالہ دراصل ان اہم سوالات کا علمی اور تحقیقی جواب ہے جو صحابہ کرام اور اہل بیتِ اطہار کی عظمت، ان کے باہمی تعلقات اور افضلیتِ شیخین جیسے حساس موضوعات کے گرد گھومتے ہیں۔ اس تالیف کا بنیادی مقصد عامۃ المسلمین کو ان وساوس اور شکوک سے نجات دلانا ہے جو تاریخی واقعات کی غلط تعبیر یا فکری کج روی کی وجہ سے پیدا کیے جاتے ہیں، تاکہ عقیدے کی پختگی اور حبِ صحابہ واہل بیت کے متوازن منہج کو عام کیا جاسکے۔

اس کتاب کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ اس میں محض جذبات کے بجائے ٹھوس علمی مآخذ، مستند احادیث اور فقہ وعقائد کی معتمد کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تالیف میں اس بات کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیتِ اطہار کی محبت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں اور ان میں تفریق کرنا درحقیقت صراطِ مستقیم سے انحراف ہے۔ علاوہ ازیں، مشاجراتِ صحابہ کے باب میں سلف صالحین کے کفِ لسان اور حسنِ ظن پر مبنی موقف کو دلائل سے واضح کیا گیا ہے، جبکہ سیادت اور عقیدے کے باہمی تعلق جیسے دقیق مسائل پر بھی شرعی رہنمائی فراہم کی گئی ہے تاکہ افراط و تفریط کے تمام دروازے بند ہو سکیں۔

یہ مجموعہ نہ صرف طالبِ علموں اور محققین کیلئے ایک حوالہ جاتی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، بلکہ اس پر جید علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی کثیر تعداد کی تائید و تصدیق اس کی ثقاہت اور قبولِ عام کی بین دلیل ہے۔ امید ہے کہ یہ علمی کاوش قارئین کے قلوب میں عظمتِ صحابہ واہل بیت کو مزید راسخ کرے گی اور انہیں ان فتنوں سے بچنے میں مدد دے گی

جو امت کی وحدت اور موروثی نظریات پر حملہ آور ہیں۔ اللہ رب العزت اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین۔

ابو امیر خسرو

22 شوال المکرم 1447ھ بمطابق 11 اپریل 2026ء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام اس بارے میں کہ

(۱) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان افضیلت کے حوالے سے اہلِ سنت کا متفقہ عقیدہ کیا ہے؟ دلائل شرعیہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں!

(۲) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ و حضرت امیر معاویہ اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی تعالی عنہم کے مابین اختلافات میں اہلسنت وجماعت کا مؤقف و نظریہ کیا ہے؟

(۳) اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور تعظیم کے معاملے میں صحیح اور معتدل نظریہ بھی واضح فرمادیں، تاکہ افراط و تفریط اور گمراہی سے ہم محفوظ رہ سکیں۔ نیز اس میں تشویش ڈالنے والے کا حکم بھی تحریر فرمائیں۔

(۴) جو حسنی اور حسینی صحیح العقیدہ سنی ہو بعد میں وہ رافضی یا خارجی یا تفضیلی بن گیا ہو، تو کیا اس سید کی سیادت رہتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں رہتی، تو کس اعتبار سے حالانکہ اس کا نسب تو حقیقتاً ثابت ہے دوسرا یہ ہے کہ ایسے سید کی تعظیم کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۵) تفضیلی کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق اہلسنت وجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟

(۶) کیا ان بزرگوں کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھ سکتے ہیں؟ بینوا توجروا!

سائل: علامہ شہزاد قادری ترابی صاحب، کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) عقیدہ افضلیت

انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں، جنات اور فرشتوں سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر بالترتیب عمر فاروقِ اعظم، عثمان غنی اور مولا علی کرم اللہ

وجہہ الکریم ہیں۔ شیخین کریمین کو تمام صحابہ، اہل بیتِ اطہار (بشمول خاتونِ جنت اور حسنین کریمین) اور پوری امت سے افضل ماننا اہل سنت کا اجماعی و قطعی عقیدہ ہے، جس کی تائید قرآن، حدیث اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ان حضرات کے ہاتھ پر بیعت سے بھی ہوتی ہے۔

اس افضلیتِ مطلقہ کا معنی یہ ہے کہ ثواب کی کثرت اور قربِ الٰہی میں صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سب سے فائق ہیں، جو کہ اہلبیت اطہار اور دیگر صحابہ کی جزئی (مخصوص) فضیلتوں کے منافی نہیں۔ لہٰذا، جو شخص کسی بھی غیر نبی کو صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے، وہ اہل سنت کے نزدیک گمراہ اور دائرہِ سنت سے خارج ہے، خواہ وہ خود کو سنی ہی کیوں نہ کہتا پھرے۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور قرآن حکیم

آیت نمبر 1:

"وَ سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى، وَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى، إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى، وَ لَسَوْفَ يَرْضَى". ترجمہ: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔[1]

امام فخر الدین رازی (المتوفی: 606ھ) رحمہ اللہ تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں: "أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مِنَّا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ". ترجمہ: یعنی مفسرینِ اہل

(1).....(اللیل:17تا21)

سنت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ (ان آیات میں مذکور) "سب سے بڑے پرہیز گار" سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔[2]

آیت نمبر2:

"یَاأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ". ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔[3]

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کا رد فرمایا جو اپنے نسب پر فخر کرتے تھے اور دوسروں کے نسب پر طعن کرتے تھے۔ اس آیت مبارکہ میں بیان فرمادیا کہ تم میں اللہ کی بارگاہ میں عزت والا اور افضل وہ ہے جو اتقی یعنی سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت مبارکہ میں "الاتقی" سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جس کے معنی ہیں "سب سے بڑا پرہیز گار" تو قرآن حکیم ہی کا فیصلہ ہے کہ جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے وہی سب سے افضل ہے۔

آیت نمبر3:

"وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا". ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم

---

(2).....(التفسیر الکبیر، ج:۱۱، ص:۱۸۹، مکتبہ علوم اسلامیہ)

(3).....(الحجرات:13)

مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔[4]

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد بادی (المتوفی: 1367ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: "صدیق انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے ہیں، جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔[5]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب عطا فرمانا

حدیث نمبر 1:

"أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ، وَقَالَ: «اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ»". ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اس حال میں کہ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے ان کی وجہ سے احد پہاڑ کو وجد آگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک سے احد پہاڑ کو ٹھوکر ماری پھر فرمایا: احد ٹھہر جا اس وقت تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔[6]

---

(4).....(النساء:69)

(5).....(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ)

(6).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:3699)

حدیث نمبر2:

"عن أم هانيء قالت:حدثتني نبعة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لأبي بكر:"يا أبا بكر إن الله سماك "الصديق". ترجمہ:حضرت ام ہانی سے روایت ہے فرماتی ہیں مجھے نبعہ نے بیان کیا کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اے ابو بکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔[7]

حدیث نمبر3:

"يا عائشة أنا سيد المرسلين, وأبوك أفضل الصديقين". ترجمہ:اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں تمام رسولوں کا سردار ہوں اور تیرا باپ (ابو بکر) صدیقین میں سب سے افضل ہے۔[8]

حدیث نمبر4:

مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے:**عَنْ أَبِي يَحْيَى، سَمِعَ عَلِيًّا يَحْلِفُ لَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى اسْمَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ السَّمَاءِ صِدِّيقًا»".** ترجمہ:حضرت ابو یحیی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی المرتضی سے سنا وہ قسم کھا کر کہتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آسمانوں سے صدیق نازل فرمایا ہے۔[9]

اس باب میں کثیر احادیث ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں افضل الصدیقین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات ہے اور انبیاء کے بعد مرتبہ و مقام چونکہ صدیقین کا ہے۔ لہٰذا افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

---

(7).....(کنز العمال، رقم الحدیث:35664)

(8).....(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، جز:1، ص:35، دار الکتب العلمیۃ)

(9).....(المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث:4405)

افضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور احادیث مبارکہ

حدیث نمبر1:

امام بخاری و مسلم (المتوفی: 261ھ) رحمہما اللہ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب علیل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض میں اضافہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ » فَقِيلَ لَهُ : إِنَّ أَبَابَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفَ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ » فَعَادَتْ، فَقَالَ: «مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ» فَأَتَاهُ الرَّسُولُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". ترجمہ: ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (یعنی میری جگہ نماز میں لوگوں کا امام بنے) اس پر عرض کی گئی، ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ نماز پڑھانے کھڑے ہوں گے تو فرط غم سے وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے (یعنی انکی جگہ کسی اور کو مقرر فرمادیں)۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر سے کہہ دو وہی نماز پڑھائے۔ اس پر ام المومنین نے پھر وہی بات دہرائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ ابو بکر سے کہدے کہ وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ پس حضرت ابو بکر صدیق کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد آیا تو آپ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔[10]

یہ حدیث متواتر کے درجے میں ہے، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد بن زمعہ، حضرت ابو سعید، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے۔ یہی وجہ ہے

(10).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:1678)

کہ علماء کرام نے اس حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت مطلقہ، کلیہ، خلافت حقہ اور آپ کے سب سے زیادہ لائق امامت ہونے کی ٹھوس دلیل قرار دیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ صرف نماز کی امامت کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ امت کی امامت تھی جب ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے ام المومنین کے اصرار کے باوجود اظہار ناراضگی کرتے ہوئے صرف ابو بکر صدیق کی امامت کا حکم دیا۔

چنانچہ امام ابن حجر ہیتمی مکی (المتوفی: 974ھ) رحمہ اللہ اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" میں فرماتے ہیں: **قَالَ الْعُلَمَاءُ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَوْضَحُ دَلَالَةٍ عَلَى أَنَّ الصِّدِّيقَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْخِلَافَةِ، وَأَوْلَاهُمْ بِالْإِمَامَةِ**". ترجمہ: علماء کرام نے اس حدیث (اور دیگر شواہد) کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرنے میں نہایت واضح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے مطلقاً افضل، خلافت کے سب سے زیادہ حقدار اور امامت کے سب سے زیادہ لائق ہیں۔ (11)

حدیث نمبر2:

"**فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي» وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ**". ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس میرے بعد ان لوگوں کی پیروی کرو اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔ (12)

حدیث نمبر3:

ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کوئی سوال کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر حاضر ہونا، اس نے عرض کی یا رسول اللہ

---

(11).....(الصواعق المحرقۃ، ج:1، ص:۶۰، مطبوعہ بیروت)

(12).....(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:97، سنن الترمذی، رقم الحدیث:3663)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو فرمایا:إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ". ترجمہ: اگر مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا۔[13]

حدیث نمبر4:

"أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، وَخَيْرُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَخَيْرُ أَهْلِ الْأَرَضِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ". ترجمہ: ابو بکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں، اور تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں سے بہتر ہیں، سوائے انبیاء اور مرسلین کے (علیہم الصلوۃ والتسلیم)۔[14]

حدیث 5:

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَىٰ أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ". ترجمہ: کسی بھی ایسے شخص پر آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا، جو ابو بکر سے افضل ہو سوائے انبیاء و مرسلین کے۔[15]

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آثار صحابہ

حدیث نمبر1:

امام بخاری (المتوفی:256ھ) رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا کہ: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عَمَرَ ثُمَّ عَثْمَانَ ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ". ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم کسی کو

---

(13).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:3659)

(14).....(کنز العمال، رقم الحدیث:32645)

(15).....(کنز العمال، رقم الحدیث:32619)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر شمار نہ کرتے، پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنہ پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ دیتے انہیں ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیتے۔[16]

حدیث نمبر2:

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے صاحب زادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد سے دریافت کیا:أَيُّ النَّاسِ خَيْرَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «أَبُو بَكْرٍ»، قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ عُمَرُ » وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانَ، قُلْتُ : ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: «مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ". ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہیں: فرمایا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انہوں نے کہا، میں نے دریافت کیا کہ پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور مجھے ڈر لگا کہ کہیں اب عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہ لے لیں۔ تو میں نے کہا پھر آپ افضل ہیں؟ فرمایا میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں۔[17]

حدیث نمبر3:

حضرت عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ فرماتے ہیں:خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ". ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر عمر ہیں۔[18]

---

(16).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:3697)

(17).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:3671)

(18).....(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:106)

اس فرمان میں مولی کائنات حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے روحانی یا سیاسی کی تقسیم کے بغیر علی الطلاق خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہتر قرار دیا۔

حدیث نمبر4:

حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:**لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدته حد المفتری**".ترجمہ:جس کو میں نے اس حال میں پایا کہ ابو بکر و عمر پر مجھے تفضیل دیتا ہے اسے مفتری کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔[19]

حدیث5:

ازالۃ الخفاء بحوالہ مسند ابی طالب مروی ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:«**بَلَغَ عَلِيًّا أَنَّ أَقْوَامًا يُفَضِّلُونَهُ عَلَىٰ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا يُفَضِّلُونِي عَلَىٰ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهِ لَعَاقَبْتُ فِيهِ، فَمَنْ سَمِعْتُهُ بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ يَقُولُ هَذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَيْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِي. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ اللهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ بَعْدُ» قَالَ: وَفِي الْمَجْلِسِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَقَالَ: «وَاللهِ لَوْ سُمِّيَ الثَّالِثُ لَسُمِّيَ عُثْمَانُ»**"ترجمہ:حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضراتِ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں، یہ سن کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے، حمد وثناءِ الٰہی بجالائے، پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر وعمر (رضی اللہ تعالی عنہما) سے افضل کہتے ہیں، اس بارے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ "مفتری" (تہمت لگانے والا) ہے، اس پر مفتری کی حد یعنی اسّی (80) کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا: بے

(19).....(الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد للبیھقی، ص:358، المؤتلف والمختلف للدار قطنی، باب الحاء، ج:3، ص:92)

شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضلِ امت ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں پھر عمر (رضی اللہ تعالی عنہ)، پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔ علقمہ (رضی اللہ تعالی عنہ) فرماتے ہیں کہ مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان (رضی اللہ تعالی عنہ) کا نام لیتے۔[20]

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بالخصوص اس مسئلہ افضیلت کو اپنے ایام خلافت میں اس کثرت سے مشتہر فرمایا کہ امام ذہبی (المتوفی: 748ھ) نے تاریخ الاسلام میں لکھا کہ: "**هذا متواتر عن علي**". ترجمہ: تفضیل شیخین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔[21]

حضرت مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ قول مبارک روایت کرنے والے اسّی (80) سے زائد صحابہ و تابعین ہیں (رضوان اللہ اجمعین)۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: **قال الذهبي و قد تواتر ذالك عنه في خلافته و كرسى مملكته و بين الجم الغفير من شيعته ثم بسط الاسانيد الصحيحة فى ذالك قال ويقال رواه عنه نيف وثمانون نفسا وعد منهم جماعة**". ترجمہ: امام ذہبی نے کہا حضرت امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے ان کے زمانہ خلافت میں جبکہ آپ کرسی اقتدار پر جلوہ گر تھے تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کے جم غفیر میں افضیلت شیخین (ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو بیان فرمایا، کہا جاتا ہے کہ اسّی سے زائد افراد نے اس بارے میں آپ سے روایت کی ہے امام ذہبی نے ان میں سے کچھ نام گنوائے ہیں۔[22]

---

(20).....(ازالۃ الخفاء، 1/68)

(21).....(تاریخ الاسلام للذہبی، باب عہد الخلفاء، ج:3، ص:115)

(22).....(الصواعق المحرقۃ، الباب الاول، الفصل الاول، ص:90، 91)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''مسئلہ تفضیل کو سب سے زیادہ بیان فرمانے والے اور مخالفین کو سخت سزا کا خوف دلانے والے سیدنا علی المرتضیٰ اللہ بلند و بالا کے شیر کرم اللہ وجہہ الکریم اس لیے کہ ان کے ایام خلافت اور کرسی زعامت میں ان کا شیخین ابو بکر و عمر کو خود پر اور تمام امت پر فضیلت دینا تواتر سے ثابت ہوا''۔[23]

حدیث نمبر6:

قاضی شریح (المتوفی: 78ھ) فرماتے ہیں مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ بر سر منبر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ: **خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم انا**". ترجمہ: اس امت کے سب سے بہتر شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر میں (رضی اللہ تعالیٰ عنھم)۔[24]

حدیث نمبر7:

آئمہ اہل بیت میں سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادے حضرت امام سید زید شہید رضی اللہ عنہ نے کوفیوں سے فرمایا: "**انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بكر و عمر و لم يستطيعوا ان يقولوا فيهما شيئا وانطلقتم انتم فطفر تم فوق ذلك فبرئتم منها فمن بقى فوا الله ما بقى احدا لا برئتم منه**". ترجمہ: خارجیوں نے گمراہی کے راستے پر چل کر انہیں سے برائت کی جو ابو بکر و عمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالی عنہم مگر ابو بکر و عمر کی شان میں کچھ نہ کہہ سکے، اور اے رافضیو! تم نے ان سے اوپر جسارت کی کہ خود ابو بکر و عمر سے برات کر بیٹھے تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جس سے تم نے برات نہ کی ہو۔[25]

---

(23).....(فتاوی رضویہ، ج28، ص:674، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(24).....(تاریخ مدینہ ودمشق ابن عساکر، ج:41، ص:104)

(25).....(الصواعق المحرقہ، الباب الثانی، ص:79)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن یہ روایت تحریر فرما کر لکھتے ہیں:"امام زید شہید رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامان خاندان زید کو بحمد اللہ کافی ووافی ہے"۔[26]

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "الصواعق المحرقہ" کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:"«فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا فِي أُمُورِنَا، فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِينِنَا، فَكَانَتِ الصَّلٰوةُ عِظَمَ الْإِسْلَامِ وَقِوَامَ الدِّينِ، فَبَايَعْنَا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ، فَكَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا، لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ»"
ترجمہ:پس جبکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہذا ہم نے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارہ میں خلاف نہ کیا"۔[27]

اس روایت میں واضح طور پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلافت کے استحقاق کی بنیاد روحانی بلندی پر رکھی کہ نماز مومن کی معراج ہے انسان کو روحانیت کی بلندیوں پر لے جاتی ہے انکی امامت کے لئے جس کو نبی کریم رئوف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے منتخب فرمایا،اسی کو اپنی دنیاوی امور اور سیاست وخلافت کے لئے مقرر کرتے ہیں۔

اس باب میں روایات کثیر ہیں،طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفاء کیا گیا کہ اہل ایمان اور اہل بیت کے غلاموں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

---

(26).....(فتاوی رضویہ،ج:28،ص:480،رضا فاونڈیشن لاہور)

(27).....(فتاوی رضویہ،ج28،ص473)

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اقوال ائمہ وبزرگان دین:

(۱)امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ (المتوفی:150ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ:

امامِ اعظم ابو حنیفہ (المتوفی:150ھ) رحمہ اللہ کی کتاب "الفقہ الاکبر" میں مذکور ہے:
أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وسلم أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ)". ترجمہ: لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب ہیں (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔[28]

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلسنت وجماعت کی علامت دریافت کی گئی تو فرمایا: تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَحَبُّ الْخَتَنَيْنِ وَمَسْحُ الْخُفَّيْنِ "یعنی حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق و امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے افضل جاننا اور امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔ اور ان تینوں باتوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ حضرت کوفہ میں تشریف فرما تھے اور وہاں رافضیوں کی کثرت تھی تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس روایت کے یہ معنی نہیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا سُنی ہونے کے لیے کافی ہے۔[29]

(۲)امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام مالک رحمہ اللہ سے جب سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تفضیل (سب سے افضل ہونے) کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: "لَيْسَ فِي

---

(28).....(الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی قاری، ص:61-62، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(29).....(بہار شریعت، ج:1، ص363، مکتبۃ المدینہ)

أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ شَكٌّ". ترجمہ: ان دونوں کی (سب سے افضل ہونے کی) بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔[30]

(۳)امام شافعی (المتوفی:204ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام بیہقی (المتوفی: 458ھ) رحمہ اللہ "الاعتقاد" میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے: يَقُولُ فِي الْخِلَافَةِ وَالتَّفْضِيلِ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ". ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ خلافت اور تفضیل (یعنی افضلیت) کے معاملے میں فرماتے تھے: (سب سے پہلے) حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہم)۔[31]

(۴)امام احمد بن حنبل (المتوفی:241ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو تمام صحابہ سے محبت تو کرتا ہے مگر ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتا، تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: "السُّنَّةُ أَنْ يُفَضِّلَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا مِنَ الْخُلَفَاءِ". ترجمہ: سنت (یعنی طریقہ اہل سنت) یہ ہے کہ خلفاء میں سے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو (اسی ترتیب سے) فضیلت دی جائے۔[32]

(۵)امام ابو الحسن اشعری (المتوفی:324ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ خَيْرَ الْعَشَرَةِ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ: أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ". ترجمہ: اجماعِ امت

---

(30).....(شرح اصول اعتقاد أهل السنة للالكائي، ج:۲، ص:۱۹۴)

(31).....(الاعتقاد للبیہقی، ص:192)

(32).....(السنۃ لابن خلال، رقم الحدیث:509)

ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سب سے بہتر ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی ہیں (رضوان اللہ علیہم)۔[33]

(۶)صاحب شرح عقائد نسفی (المتوفی:792ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

علامہ سعد الدین تفتازانی (المتوفی:792ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ الْفَارُوقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ ثُمَّ عَلِيٌّ الْمُرْتَضَى**". ترجمہ: تمام نبیوں کے بعد بشر میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین اور پھر علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔[34]

(۷)امام المحدثین امام بخاری (المتوفی:256ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ:

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح (بخاری شریف) میں مستقل ایک باب قائم فرمایا ہے، جس کا عنوان ہے:**بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم**". ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (امت میں) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سب سے افضل ہونے کے بیان میں باب۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ باب قائم کرنا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ محدثینِ عظام کے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام سب سے بلند ہے، اور یہ عقیدہ براہِ راست احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۸)امام ابو داود (المتوفی:275ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

کتاب "طبقات الحنابلہ" میں مروی ہے:**إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ وَزِيْرَاهُ قِدْمًا ثُمَّ عُثْمَانُ الْأَرْجَحُ، وَرَابِعُهُمْ: خَيْرُ الْبَرِيَّةِ بَعْدَهُمْ عَلِيٌّ حَلِيفُ الْخَيْرِ**". ترجمہ: بے شک

---

(33).....(رسالۃ الاشعری الی اہل الثغر، ص:229)

(34).....(شرح عقائد نسفی، ص:149)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہترین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو پہلے وزیر (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) ہیں، پھر حضرت عثمان زیادہ ترجیح والے ہیں اور چوتھے ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔[35]

(۹)امام ابن عساکر (المتوفی:571ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

امام ابن عساکر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: **وَأَنْ يَعْتَقِدَ فَضْلَ الصَّحَابَةِ وَتَرْتِيبَهُمْ وَأَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وسلم أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ**". ترجمہ: صحابہ کی فضیلت اور ترتیب میں عقیدہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔[36]

(۱۰)حافظ عبد الغنی المقدسی (المتوفی:600ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

حافظ عبد الغنی المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **هَذَا مِنْ جُمْلَةِ اعْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ: اعْتِقَادُ أَنَّ أَفْضَلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَهُوَ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ**". ترجمہ: یہ اہل سنت کے عقائد میں سے ہے کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مطلقاً افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔[37]

(۱۱)حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی:852ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ:

شارحِ بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **إِنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّ تَرْتِيبَهُمْ فِي الْفَضْلِ كَتَرْتِيبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ**". ترجمہ:

---

(35).....(طبقات الحنابلۃ، ج:2، ص:53)

(36).....(تبیین کذب المفتری، ص:۳۰۶)

(37).....(شرح عقیدہ للحافظ عبد الغنی المقدسی، ص:۳۰۵)

اہل سنت و جماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ خلفائے راشدین میں فضیلت اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت ہے۔[38]

(۱۲)علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی (المتوفی:911ھ)علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اہل سنت کا متفقہ فیصلہ اور ترتیبِ فضیلت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:**اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم سائر العشرة ثم باقی اهل بدر ثم باقی اهل احد ثم باقی اهل البيعة ثم باقی الصحابة**". ترجمہ:اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت سے افضل ہیں آپ کے بعد حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر بیعت رضوان والے پھر باقی تمام صحابہ۔[39]

(۱۳)امام طحاوی (المتوفی:321ھ)رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**اعْتِقَادُ أَهْلِ السُّنَّةِ أَوَّلًا لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَفْضِيلًا وَتَقْدِيمًا عَلَى جَمِيعِ الْأُمَّةِ**". ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا اور انہیں تمام امت پر مقدم رکھنا اہل سنت کے عقائد میں سے ہے۔[40]

(۱۴)حافظ ابن شاہین (المتوفی:385ھ)رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

حافظ ابن شاہین رحمہ اللہ گواہی دیتے ہیں:**وَأَشْهَدُ أَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ**". ترجمہ:میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر

---

(38).....(فتح الباری، رقم الحدیث:۳۶۷۸)

(39).....(تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل:في أنه أفضل الصحابة وخيرهم، ص:38، مکتبۃ نزار مصطفی الباز)

(40).....(شرح عقیدۃ الطحاویہ، ص:57)

صدیق ہیں، پھر عمر فاروق ہیں، پھر حضرت عثمان ہیں، پھر حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔[41]

(۱۵)فقیہ ابو اللیث سمرقندی (المتوفی:373ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا صلى الله عليه وآله وسلم أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ". ترجمہ:امام محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ سنیوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہترین شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر ہیں پھر عمر۔[42]

(۱۶)علامہ سید ابن عابدین شامی (المتوفی:1252ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

علامہ سید ابن عابدین شامی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:إِذَا كَانَ يُفَضِّلُ عَلِيًّا أَوْ يَسُبُّ الصَّحَابَةَ فَإِنَّهُ مُبْتَدِعٌ لَا كَافِرٌ". ترجمہ: جب (کوئی شخص) مولا علی (رضی اللہ عنہ) کی تفضیل (شیخین پر) مانے یا صحابہ کرام کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کہ کافر۔[43]

(۱۷)علامہ ابن ہمام (المتوفی:861ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ امت کے عقیدے کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:أَبَا بَكْرٍ أَفْضَلُ النَّاسِ". ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں (انبیاء کے بعد) سب سے افضل ہیں۔[44]

---

(41).....(شرح مذاہب اہل السنۃ، ص:320)

(42).....(بستان العارفین، ص:129)

(43).....(رد المحتار علی الدر المختار، ج:٦، ص:٢٢١)

(44).....(المسایرۃ، ص:٢٥٩)

(۱۸)علامہ ابراہیم حلبی (المتوفی:956ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ:

علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ "غنیۃ المستملی" میں ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ". ترجمہ: جو شخص مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو (شیخین پر) افضل بتاتا ہے، وہ اہل بدعت سے ہے۔[45]

(۱۹)علامہ زین العابدین ابن نجیم حنفی (المتوفی:970ھ) کا عقیدہ:

صاحبِ البحر الرائق علامہ زین العابدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الرَّافِضِيُّ إِنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلَى غَيْرِهِ (الخلفاء الثلاثة) فَهُوَ مُبْتَدِعٌ". ترجمہ: رافضی اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو دوسروں یعنی خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔[46]

(۲۰)علامہ عبد الرحمن بن محمد شیخ زادہ (المتوفی:1078ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

علامہ عبد الرحمن بن محمد شیخ زادہ رحمہ اللہ "مجمع الانہر" میں رقم طراز ہیں: الرَّافِضِيُّ إِنْ فَضَّلَ عَلِيًّا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ". ترجمہ: رافضی اگر مولا علی رضی اللہ عنہ کو (شیخین کریمین پر) فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔[47]

(۲۱)اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان (المتوفی:1340ھ) کا عقیدہ:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت افضلیتِ خلفائے اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں: "اہل سنت و جماعت نصر ہم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صلوات اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ تمام امم عالم اولین و آخرین کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت و قبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہنچتا۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ ذُو

---

(45).....(غنیۃ المستملی / حلبی کبیری، ص:۴۴۳)

(46).....(البحر الرائق، ج:۱، ص:۶۱۱)

(47).....(مجمع الانہر، ج:۱، ص:۳۲۲)

الْفَضْلِ الْعَظِیم۔ ترجمہ: فضل اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔ پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولی علی علیہ سید ہم و مولو ہم و آلہ و علیہم و بارک وسلم، اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور نبی کریم علیہ و علی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیہ واضحہ امیر المؤمنین مولی علی مرتضی و دیگر ائمہ اہلبیت طہارت و ارتضا و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیائے امت و علمائے امت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے وہ دلائل بابرہ و صحیح قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا"۔[48]

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: "آج کل کے جُہال حضراتِ شیخین (رضی اللہ تعالی عنہما) پر تفضیل حضرت مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) میں کرتے ہیں۔ یہ تصریح مُضَادَّتِ شریعت و مُعَانَدَتِ سنت ہے۔ وَلِہٰذا ائمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا بلکہ انصافاً اگر تفضیلِ شیخین کے خلاف کوئی حدیثِ صحیح بھی آئے قطعاً واجبُ التاویل ہے اور اگر بفرضِ باطل صالح تاویل نہ ہو واجبُ الرد ہے، کہ تفضیلِ شیخین متواتر و اجماعی ہے... بالجملہ مسئلہ افضلیت ہر گز بابِ فضائل سے نہیں جس میں ضِعَاف (ضعیف احادیث) سُنی جا سکیں، بلکہ «مَوَاقِف» و «شَرْحِ مَوَاقِف» میں تو تصریح کی کہ بابِ عقائد سے ہے اور اس میں آحَادِ صِحَاح (صحیح اخبارِ واحد) بھی نامسموع ہیں"۔[49]

(۲۲) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (المتوفی: 1174ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

سندھ کے عظیم محدث اور فقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ مسئلہ تفضیل کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: **إِنَّ الْحَقَّ أَنَّ مَسْأَلَةَ الْأَفْضَلِيَّةِ قَطْعِيَّةٌ ثَابِتَةٌ**

---

(48).....(فتاوی رضویہ: ج۲۸، ص۴۷۸، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(49).....(فتاوی رضویہ، ج5، ص134)

بِالتَّوَاتُرِ وَالْإِجْمَاعِ". ترجمہ: حق یہی ہے کہ (حضرت ابو بکر و عمر کی) تفضیل کا مسئلہ قطعی ہے جو کہ تواتر اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔[50]

(۲۳)صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی (المتوفی:1367ھ)علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

صاحبِ بہارِ شریعت حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ عقائدِ اہل سنت کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:"بعد انبیاو مرسلین، تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیقِ اکبر ہیں، پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمانِ غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بدمذہب ہے"۔[51]

بفضلہ تعالی قرآن و احادیث و آثار صحابہ و اقوال بزرگان دین کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ بعد از انبیاء علیہم السلام مخلوق خدا انسان، جنات، فرشتوں میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اس عقیدہ کا منکر گمراہ بدمذہب رافضی ہے اور اہل سنت سے خارج ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ عظمت و شان والے ہیں ان میں سے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بعض ایسی جزئی فضیلتیں حاصل ہیں جو انہیں کے ساتھ خاص ہیں کسی دوسرے کو وہ حاصل نہیں۔

سینکڑوں خصائص ایسے ہیں جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے کہ وہ خصائص حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ ملے۔ اور بعض خصائص ایسے جو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے کسی دوسرے صحابی کو نہ ملے اسی طرح جو جزوی فضیلت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی کسی دوسرے کو نہ ملی۔ یہ تمام فضائل جزئیہ ہیں مگر

---

(50).....(الطریقۃ المحمدیہ فی حقیقۃ القطع بالافضلیہ، قلمی، ص:۸)

(51).....(بہارِ شریعت: ج۱، ص۲۴۱-۲۴۶، مکتبۃ المدینہ)

فضل مطلق کلی جس ذات کو ملا وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات ہے کہ بلا تخصیص و بغیر جہت و حیثیت کی قید کے صدہا تصریحات ان کی تفضیل (افضیلت) پر موجود ہیں۔

(۲۴) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی (المتوفی: 1391ھ) علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیتِ قطعیہ کے متعلق رقم طراز ہیں: "اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق افضل الخلق بعد الانبیاء ہیں ان کی افضیلتِ مطلقہ قرآن سے ثابت ہے"۔ (52)

(۲۵) امام نووی (المتوفی: 676ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

امام نووی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَى أَنَّ أَفْضَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ". ترجمہ: اہل سنت کا اتفاق ہے کہ (صحابہ میں) سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر۔ (53)

(۲۶) امام قاضی ابی یعلی الفرا (المتوفی: 526ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام قاضی ابو یعلیٰ الفراء رحمہ اللہ لکھتے ہیں: إِنَّ خَيْرَ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ... ثُمَّ بَعْدَهُ عَلَى هَذَا التَّرْتِيبِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ ذُو النُّورَيْنِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ثُمَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ". ترجمہ: پھر ایمان یہ ہونا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہتر خلق ابو بکر صدیق ہیں، پھر اسی ترتیبِ خلافت پر عظمت کا معیار ہے یعنی پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ (54)

---

(52).....(مراۃ المناجیح، جلد 8، ص: 316)

(53).....(شرح صحیح مسلم، ج: 15، ص: 148)

(54).....(کتاب الاعتقاد، ص: 42)

(۲۷) غوث اعظم محبوب سبحانی (المتوفی: 561ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ:

سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ "غنیۃ الطالبین" میں خلفائے اربعہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: أَفْضَلُ الْأَرْبَعَةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ)". ترجمہ: چاروں خلفاء میں سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر ہیں، پھر عثمان ہیں اور پھر علی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔[55]

(۲۸) شیخ اکبر محی الدین محمد ابن عربی (المتوفی: 638ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ ظَاهِرَ الْحُكْمِ وَيَحُوزُ الْخِلَافَةَ الظَّاهِرَةَ كَمَا أَحَازَ الْخِلَافَةَ الْبَاطِنَةَ مِنْ جِهَةِ الْمَقَامِ كَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ". ترجمہ: اور ان میں سے بعض اولیاء ایسے ہوتے ہیں جن کی حکومت ظاہری ہوتی ہے۔ انہیں مقام و مرتبہ کے لحاظ سے جس طرح خلافتِ باطنی حاصل ہوتی ہے اسی طرح خلافتِ ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور حسن (رضی اللہ عنہم) ہیں۔[56]

(۲۹) شیخ الاسلام عدی بن مسافر ہکاری (المتوفی: 557ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

شیخ الاسلام عدی بن مسافر ہکاری رحمہ اللہ امت کی ترتیبِ فضیلت کے بیان میں رقم طراز ہیں: وَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ". ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت کے بہترین لوگ حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت

---

(55).....(غنیۃ الطالبین، ص:۱۵۸)

(56).....(فتوحات مکیہ، ج:2، ص:9، رسائل ابن عابدین، ج:2، ص:265)

عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔[57]

(۳۰)امام سفیان ثوری (المتوفی:161ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمہ اللہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **مَنْ فَضَّلَ عَلَىٰ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَدْ عَابَهُمَا**". ترجمہ: جس نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر کسی (اور) کو فضیلت دی، تو تحقیق اس نے ان دونوں پر عیب لگایا۔[58]

(۳۱)امام غزالی (المتوفی:505ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وَأَنْ يُعْتَقَدَ فَضْلُ الصَّحَابَةِ تَرْتِيبُهُمْ وَأَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ: أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ**". ترجمہ: عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام کی افضلیت ان کی (خلافت کی) ترتیب پر ہے۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل الناس حضرت ابو بکر ہیں، پھر حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔[59]

(۳۲)امام ابو نعیم الاصبہانی (المتوفی:430ھ) رحمہ اللہ کا عقیدہ:

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الرَّسُولِ وَأَوْلَاهُمْ بِالْأُمَّةِ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ**". ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(57).....(اعتقاد أهل السنة والجماعة، ص:۳۶)

(58).....(شرح اصول الاعتقاد للالکائی: رقم ۲۶۱۷)(اصول السنۃ لابن زمنین: رقم ۱۰۴)

(59).....(قواعد العقائد، ص:30)

کے بعد سب سے افضل اور سب سے زیادہ امامت کے مناسب حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور پھر حضرت عمر بن خطاب ہیں۔[60]

(۳۳)امام شہاب الدین خفاجی (المتوفی:1069ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ "نسیم الریاض" میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مقامِ خاص کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:**أَمَّا تَخْصِيصُ أَبِي بَكْرٍ فَلِأَنَّهُ الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ الَّذِي سَبَقَ النَّاسَ كُلَّهُمْ لِتَصْدِيقِهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَلَمْ يَصْدُرْ مِنْهُ غَيْرُهُ قَطُّ**". ترجمہ: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی تخصیص اس لیے ہے کہ وہ صدیقِ اکبر ہیں اور وہ تمام لوگوں میں (تصدیقِ نبوت میں) آگے ہیں، کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تصدیق کی وہ کسی اور کو حاصل نہیں، اور ان سے کبھی بھی اس کے خلاف (یعنی ذرہ برابر ہچکچاہٹ) صادر نہیں ہوئی۔[61]

(۳۴)شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی:1176ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی معرکہ الآراء تصنیف "قرۃ العینین" میں رقم طراز ہیں: "افضیلت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است". ترجمہ: ملتِ اسلامیہ میں شیخین کریمین (حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی افضلیت کا مسئلہ قطعی ہے۔[62]

---

(60).....(الامامۃ والرد علی الرافضۃ، ج:1، ص:206)

(61).....(نسیم الریاض، ج:۱، ص:۱۴۲، مطبوعہ دار الفکر)

(62).....(قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ص:۲۶)

(۳۵)شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (المتوفی:1239ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تفضیلِ علی کے عقیدے کی ابتدا کے متعلق رقم طراز ہیں: ''عبد اللہ بن سبا یہودی نے اپنی گمراہ جماعت کو سب سے پہلے یہی عقیدہ سکھایا کہ حضرت علی صدیق اکبر سے افضل ہیں''۔[63]

(۳۶)پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (المتوفی:1356ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ خلافت اور افضلیت کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''لہٰذا خلافت ان کی خلافتِ راشدہ ٹھہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے''۔[64]

آپ کی یہ عبارت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اہل سنت کے نزدیک خلافتِ راشدہ کی ترتیب ہی دراصل افضلیت کی ترتیب ہے، اور جو منصبِ خلافت پر فائز ہوئے وہ اپنے وقت میں امت میں سب سے افضل تھے۔

(۳۷)حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (المتوفی:1034ھ) قدس سرہ کا عقیدہ:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ مکتوبات شریف میں تفضیلِ علی کے قائل کے بارے میں دوٹوک فیصلہ صادر فرماتے ہیں: ''کسی کہ حضرت امیر را افضل از حضرت صدیق گوید از جرگہ اھل سنت می بر آید''. ترجمہ: جو شخص حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل کہے وہ اہل سنت کے گروہ سے نکل جاتا ہے۔[65]

مجدد پاک علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: ''حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر

---

(63).....(تحفہ اثنا عشریہ، ص:41)

(64).....(تصفیہ مابین سنی وشیعہ، ص:۲۳)

(65).....(مکتوبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ: دفتر اول، مکتوب:202)

فاروق رضی اللہ عنہ۔ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہ کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگواران کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔ جن میں سے ایک امام شافعی علیہ الرحمہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری (المتوفی:324ھ) جو اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر (مولا علی) کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے، وہ مفتری ہے۔ میں اس کو ایسی طرح کوڑا لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگاتے ہیں" (مترجم)۔[66]

(۳۸) ابوالحسن علی بن عثمان داتا گنج بخش (المتوفی:465ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ:

سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف "کشف المحجوب" میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق رقم طراز ہیں: "شیخ الاسلام و بعد از انبیاء بھترین انام". ترجمہ: ابو بکر صدیق شیخ الاسلام ہیں اور نبیوں کے بعد ساری مخلوقِ خدا سے افضل ہیں۔[67]

(۳۹) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی:1225ھ) قدس سرہ العزیز کا عقیدہ:

مفسرِ قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماعِ صحابہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "باجماع صحابہ نصوص ثابت است کہ ابوبکر افضل اصحاب است". ترجمہ: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام

---

(66).....(مکتوبات مجدد الف ثانی، دفتر دوم، مکتوب:67)

(67).....(کشف المحجوب: فارسی: ص ۸۳)

علیہم الرضوان سے افضل ہیں اور ان کی فضیلت پر جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے۔[68]

(۲) مشاجرات صحابہ

اہلِ سنت و جماعت کا متفقہ و مجمع علیہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان عادل، دیندار، پاکباز، اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب، اور امت کے لیے مقتدا و پیشوا ہیں، ان میں سے کسی ایک پر بھی سبّ و شتم، تنقید، طعن و تشنیع یا ان کی عدالت میں قدح کرنا حرام، سخت گمراہی اور اہلِ سنت کے منہجِ حق کے خلاف ہے۔لہذا حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ و حضرت امیر معاویہ اور ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین جو جنگی و سیاسی اختلافات ہوئے وہ سب اجتہادی و تاویلی تھے، اصولِ ایمان و دین کی دشمنی نہیں تھے، ان میں حق و راجح موقف خلیفۂ راشد حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ تھا، اور آپ کے مقابل مجتہدِ مخطئ ہونے کے باوجود عادل، مقربِ رسول اور اہلِ جنت ہیں، ان پر سبّ، لعن، تکفیر یا تفسیق حرام اور مسلکِ اہلِ سنت کے خلاف ہے۔

قرآن میں صحابہ کرام اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار اور صحابہ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ ترجمہ: اور جو سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجر اور انصار ہیں، اور جو لوگ نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے چلتے رہے، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔[69]

---

(68).....(مالابد منہ کتاب الایمان ص 15)

(69).....(التوبہ:100)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان (المتوفی: 1340ھ) علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ: ولکن اللہ حبّب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم، یعنی اللہ تعالی نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دیئے (الحجرات، 49:7)۔ اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔“[70]

قرآن میں صحابہ کرام کی باہمی محبت اور کفار پر ان کی شدت:

ارشاد باری تعالی ہوا: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ، رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں بہت رحم والے ہیں۔[71]

احادیث میں صحابہ کرام کی بے مثال فضیلت اور ان کی شان میں گستاخی کی ممانعت:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: **لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ**". ترجمہ: میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تب بھی ان میں سے کسی ایک کے ایک مُد بلکہ اس کے نصف کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔[72]

---

(70).....(فتاوی رضویہ، ج29، ص380)

(71).....(الفتح:29)

(72).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:3673)

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ". ترجمہ:میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! میرے بعد انہیں (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بنالو، پس جس نے ان سے محبت کی، اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔[73]

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین اختلافات کی نوعیت و حکم:

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ان تمام مشاجرات اور اختلافات کا نقطہ آغاز خلیفہ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت اور اس کے بعد پیدا ہونے والے ''قصاصِ عثمان'' کے مطالبے سے ہوا۔ جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو حالات کی نزاکت اور فتنہ پرور بلوائیوں کے غلبے کی وجہ سے آپ نے قصاص میں مصلحت آمیز تاخیر فرمائی، جس پر دیگر صحابہ کرام نے اختلاف کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 1034ھ) فرماتے ہیں: ''اے برادر! اس فتنہ کے برپا ہونے کا منشاء حضرت عثمان کا قتل اور ان کے قاتلوں سے ان کا قصاص طلب کرنا ہے۔ طلحہ وزبیر جو اول مدینہ سے باہر نکلے تاخیر قصاص کے باعث نکلے اور حضرت صدیقہ نے بھی اس امر میں ان کے ساتھ موافقت کی اور جنگ جمل جس میں تیرہ ہزار آدمی قتل ہوئے اور طلحہ وزبیر بھی جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں قتل ہوئے۔ حضرت عثمان کے قصاص کے باعث ہوا ہے۔ اس کے بعد معاویہ نے شام سے آکر ان کے ساتھ شریک ہو کر جنگ صفین کیا۔''[74]

---

(73).....(سنن الترمذی، رقم الحدیث:3862)

(74).....(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب:251، ج2، ص507)

اسی سلسلے کا پہلا معرکہ "جنگِ جمل" کی صورت میں سامنے آیا، جس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بذاتِ خود شریک ہوئیں؛ تاہم آپ کا مقصد لڑائی ہر گز نہ تھا بلکہ آپ امت کے مابین خیر و اصلاح کی خاطر تشریف لائی تھیں، مگر سازشی عناصر نے صلح کی کوششوں کو جنگ میں بدل دیا۔ اس کے بعد دوسرا بڑا معرکہ "جنگِ صفین" پیش آیا، جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے لشکر کے ساتھ قصاص کے مطالبے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابل آئے، جہاں بالآخر قرآنِ کریم کی ثالثی پر صلح کے لیے دو حکم مقرر کیے گئے۔

اہلسنت وجماعت کے نزدیک ان معرکوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ برحق تھے اور آپ کا موقف ہی راجح و متبع ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ". ترجمہ: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔[75]

چونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی کے لشکر میں تھے، اس سے معلوم ہوا کہ اصولی حق مولا علی کے ساتھ ہے۔ تاہم، مخالف فریق کا یہ اقدام عناد پر نہیں بلکہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

مشاجراتِ صحابہ اور اجتہادی خطا کی حقیقت میں علامہ تفتازانی (المتوفی: 792ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ لَمْ يَكُنْ عَنْ نِزَاعٍ فِي خِلَافَةٍ بَلْ كَانَ الْمُحَارِبُونَ يُسَلِّمُونَ خِلَافَتَهُ بَلْ عَنْ خَطَإٍ فِي الِاجْتِهَادِ مِنْ مُعَاوِيَةَ، وَقَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَإِنَّ مَنْ حَارَبَهُ مُخْطِئٌ فِي الِاجْتِهَادِ فَهُوَ مَعْذُورٌ وَإِنَّ كُلًّا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ عَادِلٌ صَالِحٌ وَلَا يَجُوزُ الطَّعْنُ فِي أَحَدٍ مِنْهُمْ لِأَحَادِيثَ الْمَشْهُورَةِ فِي مَدْحِ الصَّحَابَةِ وَالنَّهْيِ عَنْ سَبِّهِمْ وَهَذَا هُوَ الْحَقُّ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ". ترجمہ: اور جو صحابہ کرام کے درمیان مخالفتیں اور جنگیں ہوئیں وہ

(75).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2704؛ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2916)

خلافت کے بارے میں نزاع کی وجہ سے نہیں تھیں بلکہ جنگ کرنے والے بھی آپ (حضرت علی) کی خلافت کو تسلیم کرتے تھے، یہ سب حضرت معاویہ سے اجتہاد میں خطا کی وجہ سے ہوا تھا، اور اہل سنت کہتے ہیں کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور جنہوں نے ان سے جنگ کی وہ اپنے اجتہاد میں خطا پر تھے تو وہ معذور ہیں اور دونوں گروہ عادل و صالح ہیں اور ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرنا جائز نہیں، کیونکہ صحابہ کی مدح اور انہیں برا کہنے کی ممانعت میں مشہور احادیث وارد ہوئی ہیں، اور یہی حق ہے اور حق کے بعد صرف گمراہی ہی ہے۔[76]

امام نووی (المتوفی: 676ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَتَأْوِيلُ قِتَالِهِمْ، وَإِنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ مُتَأَوِّلُونَ لَمْ يَقْصِدُوا مَعْصِيَةً وَلَا مَحْضَ الدُّنْيَا، بَلِ اعْتَقَدَ كُلُّ فَرِيقٍ أَنَّهُ الْمُحِقُّ وَمُخَالِفُهُ بَاغٍ فَوَجَبَ قِتَالُهُ لِيَرْجِعَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُورًا فِي الْخَطَأِ لِأَنَّهُ بِاجْتِهَادٍ وَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَخْطَأَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ هَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَكَانَتِ الْقَضَايَا مُشْتَبِهَةً حَتَّى أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ تَحَيَّرُوا فِيهَا فَاعْتَزَلُوا الطَّائِفَتَيْنِ وَلَمْ يُقَاتِلُوا وَلَوْ تَيَقَّنُوا الصَّوَابَ لَمْ يَتَأَخَّرُوا عَنْ مُسَاعَدَتِهِ**". ترجمہ: اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے، ان کے آپس کے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے قتال کی تاویل کی جائے۔ وہ بلاشبہ سب مجتہد تھے، معصیت اور محض دنیا طلبی ان کا مقصد نہ تھی، بلکہ ہر فریق یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا گروہ باغی ہے جس سے لڑنا واجب ہے تاکہ وہ امر الٰہی کی طرف لوٹ آئے۔ اس اجتہاد میں بعض حق پر تھے اور بعض خطا پر، مگر خطا کے باوجود وہ معذور تھے

(76).....(شرح عقائد مع نبراس، ص:307، مکتبہ حقانیہ ملتان)

کیونکہ اس کا سبب اجتہاد تھا اور مجتہد سے خطا ہو جائے تو گناہ نہیں ہوتا۔ ان جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اہلِ سنت کا یہی موقف ہے۔ یہ معاملات اتنے مشتبہ تھے کہ صحابہ کی ایک جماعت حیرت کی بنا پر فریقین سے علیحدہ رہی، اگر انہیں صحیح بات کا یقین ہو جاتا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے نہ رہتے۔[77]

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (المتوفی:1034ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اور ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں، نیک محمل پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ مخالفتیں تاویل واجتہاد پر مبنی تھیں، نہ کہ ہوا و ہوس پر۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ حضرت امیر (مولا علی) کرم اللہ وجہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت امیر کی طرف تھا، لیکن چونکہ یہ خطا، خطائے اجتہادی کی طرح تھا۔ اس لئے ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ شارح مواقف، آمدی سے نقل کرتا ہے کہ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد سے ہوئے ہیں۔ اور شیخ ابو شکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہلسنت وجماعت اس بات پر ہیں کہ معاویہ بمعہ ان کے تمام اصحاب کے جو ان کے ہمراہ تھے، سب خطا پر تھے لیکن ان کی خطا اجتہادی تھی۔ اور شیخ ابن حجر نے صواعق میں کہا ہے کہ حضرت معاویہ اور امیر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے از روئے اجتہاد کے ہوئے ہیں اور اس قول کو اہلسنت کے متعقدات سے فرمایا ہے۔"[78]

شریعت کا مسلمہ اصول ہے کہ مجتہد اگر صواب (درست بات) تک پہنچے تو دو اجر اور اگر خطا کرے تو بھی ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک ہے: **إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ**". ترجمہ: جو

---

(77).....(المنہاج شرح صحیح مسلم، ج18، ص11)

(78).....(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب:251، ج2، ص505)

حاکم (اہلِ اجتہاد) فیصلہ کرے، پھر اجتہاد کرے اور درست بات تک پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں، اور اگر اجتہاد کرے اور (بسببِ خطا) غلطی ہو جائے تو بھی اس کے لیے ایک اجر ہے۔[79]۔ لہٰذا ان تمام ہستیوں کی حرمت واجب ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق امام اہل سنت امام احمد رضا خان (المتوفی:1340ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "حضرت مرتضوی امیر المومنین سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے۔ اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے، اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رُونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مدِ مقابل آئے مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ وزبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگِ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولٰی علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہم، ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولٰی علی (مانتے) اور ان سب کو (مورد لغزش) بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہ کو بدرجہا ان سے اکمل واعلٰی جانتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے۔ اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنٰی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُمّ المومنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالٰی عنہا کی جناب رفیع (اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں، حاش! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالٰی

(79).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:7352؛ صحیح مسلم، رقم الحدیث:1716)

ان کی تطہیر و بریت (پاکدامنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے براءت) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذابِ الیم کی سنائے۔"[80]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کی عدالت اور پاکبازی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ابن الہمام (المتوفی: 861ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَاعْتِقَادُ أَهْلِ السُّنَّةِ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ وَمَا جَرَى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الِاجْتِهَادِ لَا مُنَازَعَةً مِنْ مُعَاوِيَةَ فِي الْإِمَامَةِ". ترجمہ: اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ کرام کی پاکبازی کا اعتقاد اور ان کی تعریف کرنا ہے، اور جو (جنگ) حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مابین ہوئی وہ اجتہاد پر مبنی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے امامت (خلافت) کے بارے میں جھگڑا نہیں تھا۔[81]

حاصلِ کلام یہ کہ جو شخص ان پاکباز ہستیوں کی شان میں ذرہ برابر بھی توہین کرے، وہ دائرہ اہلسنت سے خارج ہے۔

امام احمد بن حنبل (المتوفی: 241ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَمِنَ الْحُجَّةِ الْوَاضِحَةِ الثَّابِتَةِ الْبَيِّنَةِ الْمَعْرُوفَةِ ذِكْرُ مَحَاسِنِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ، وَالْكَفُّ عَنِ الَّذِي جَرَى بَيْنَهُمْ، فَمَنْ سَبَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ رَافِضِيٌّ، حُبُّهُمْ سُنَّةٌ، وَالدُّعَاءُ لَهُمْ قُرْبَةٌ، وَالِاقْتِدَاءُ بِهِمْ وَسِيلَةٌ، وَالْأَخْذُ بِآثَارِهِمْ فَضِيلَةٌ". ترجمہ: واضح، ثابت اور روشن حجت میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے محاسن بیان کیے جائیں اور ان کے درمیان پیش آنے والے معاملات پر خاموشی اختیار کی جائے، پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ یا ان میں سے کسی ایک کی بدگوئی کی تو وہ بدعتی رافضی ہے؛ ان

---

(80).....(فتاوی رضویہ، ج29، ص375)

(81).....(المسایرہ فی العقائد المنجیہ فی الآخرۃ، ص:260، دار الکتب العلمیہ بیروت)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت سنت ہے، ان کے لیے دعا کرنا باعثِ قربت ہے، ان کی پیروی (حق تک پہنچنے کا) وسیلہ ہے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا فضیلت ہے۔[82]

صحابہ کرام پر طعن کرنے والے کا حکم بیان کرتے ہوئے امام ابوزرعہ رازی (المتوفی: 264ھ) رحمہ اللہ نے تو یہاں تک فرمایا: **إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْقُصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيقٌ، وَذَلِكَ أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ، وَالْقُرْآنَ حَقٌّ، وَمَا جَاءَ بِهِ حَقٌّ، إِنَّمَا أَدَّى إِلَيْنَا ذَلِكَ كُلَّهُ الصَّحَابَةُ، وَهَؤُلَاءِ يُرِيدُونَ أَنْ يَجْرَحُوا شُهُودَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلَى وَهُمْ زَنَادِقَةٌ**". ترجمہ: جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی ایک کے عیب بیان کرتا ہے پس جان لے وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہیں اور قرآن حق ہے اور جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں وہ بھی حق ہے، یہ تمام باتیں ہم تک صحابہ نے پہنچائی ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو جرح (عیب دار) کریں تاکہ کتاب وسنت باطل ہو جائیں، (حالانکہ) ان پر جرح کرنا زیادہ اولیٰ ہے اور وہ خود زندیق ہیں۔[83]

ہمیں حکم ہے کہ ہم ان کے مابین ہونے والے اختلافات میں اپنی زبانوں کو بند رکھیں، ان کے فضائل و کمالات بیان کریں اور ان سب کو جنتی مانتے ہوئے ان کے بلند درجات کا اعتقاد رکھیں۔

---

(82).....(طبقات الحنابلۃ لابن أبي یعلی، ج1، ص30)

(83).....(معرفۃ الصحابۃ، ج:4، ص:94، مکتبہ دار الامام الطبری)

(۳) اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور تعظیم کے معاملے میں صحیح اور معتدل نظریہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس امت کو امت وسط (یعنی سب سے افضل اور جو افراط و تفریط سے پاک ہو) بنایا ہے۔[84] باقی امتوں میں سے یہود و نصاریٰ ہیں، جو ایک سے زیادہ خدا مانتے ہیں اور یاد ہریے جو خدا کے وجود کے منکر ہیں ان میں مسلمان متوسط ہیں جو خدا کے وجود کے ساتھ ساتھ ایک خدا مانتے ہیں، اور ہندو شرک کے علاوہ نبوت کے قائل نہیں اور مرزائی قیامت تک نبوت جاری مانتے ہیں اور مسلمان نبوت کے قائل ہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم مانتے ہیں اسی طرح اسلام کے فرقوں میں اہل سنت و جماعت متوسط ہے، کہ رافضی صحابہ کرام کو سب و شتم اور تبرا کرتے ہیں، ناصبی اہل بیت عظام سے بغض رکھتے ہیں اور اہل سنت و جماعت دونوں گروہ کے نفوس قدسیہ کی تعظیم و تکریم اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ لہذا دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام متوسط ہے اور اسلام کے تمام فرقوں میں اہل سنت و جماعت متوسط ہے، اور متوسط ہونا افضل ہونے کو مستلزم ہے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں کی تعظیم و تکریم لازم ہے، دونوں سے محبت رکھی جائے اور دنوں سے وابستہ رہا جائے اور ان دونوں سے بغض و عداوت گمراہی، بے دینی اور جہنم کا استحقاق ہے۔ اور یہ صرف اہل سنت و جماعت کی خصوصیت ہے کہ وہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں سے عقیدت رکھتے ہیں، اس کے بر خلاف رافضی اہل بیت سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن صحابہ کرام پر تبرا اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور ناصبی صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور اہل بیت عظام کی مذمت کرتے ہیں اور خارجی صحابہ و اہل بیت دونوں کی مذمت کرتے ہیں۔

---

(84).....(البقرہ:143)

ہمارے ایک کنارے پر دنیا ہے اور دوسرے پر آخرت ہے اور درمیان میں تاریک سمندر ہے اور اندھیری رات میں جب انسان نے سلامتی کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہنچنا ہو، تو اس کے ساتھ صحیح وسالم کشتی بھی ہونی چاہیے اور اس کی نظر ستاروں پر ہونی چاہیے تاکہ اندھیرے میں اس کو ستاروں کی رہنمائی حاصل ہو، دونوں میں ایک چیز بھی حاصل نہ ہو تو وہ سلامتی سے دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ سکتا، یوں سمجھیے کہ اس وقت ہم احکام شریعت کے سمندر میں سفر کر رہے ہیں اور شیطان اور نفس امارہ کی موجیں ہم سے ٹکرا رہی ہیں اور ان کی طوفانی لہروں کے تھپیڑے ہمیں سلامتی کے ساحل سے دور رکھنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے اخروی سفر کی سہولت اور آسانی کے لیے ہمیں اہل بیت سے محبت اور وابستگی کی کشتی فراہم کی اور معصیت کے اندھیروں میں رہنمائی کے لیے صحابہ کرام کو ستارے قرار دے کر ان کی ہدایت کی روشنی فراہم کی۔

لہذا اہل سنت و جماعت کا شعار یہ رہا ہے کہ وہ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، جمیع اہل بیت اطہار، امہات المومنین اور جمیع صحابہ کرام کو عادل مانتے ہیں اور ان تمام سے محبت کرتے ہیں، ان سب کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ کسی ایک کی تعریف یا اس کی فضیلت بیان کرنے کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دوسرے کی تنقیص مراد ہو، لیکن احتیاط کا پہلو یہ ہے کہ ایک صحابی کی تعریف کے ساتھ منجملہ دیگر صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی بھی تعریف کی جائے، تعظیم اکابر کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا شعار یہ ہی ہے۔ بعض لوگ محبت یا منقبت سے متعلق احادیث میں سے کسی ایک کے ساتھ تمسک اور دوسرے کو نظر انداز کرنے کا شعار اختیار کر کے کم ذہن لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں یا غلو اور افراط و تفریط کی طرف لے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی رو سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی محبت و تعظیم لازم ہے، لیکن خود انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان تفصیل درجات کا فرق

قرآن کی روشنی سے واضح ہے، اس کے باوجود کسی کی ادنی تنقیص کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بھی درجات و مراتب کا فرق موجود ہے، لیکن کسی کی تنقیص و توہین کی اجازت نہیں ہے۔

صحابہ کرم رضی اللہ عنہم میں "افضیلت مطلقہ" بالترتیب حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے، البتہ مختلف شعبوں اور زاویوں سے اللہ تعالی نے مختلف صحابہ کرام کو اختصاص وافضیلت سے نوازا ہے اور ان خصائص و امتیازات میں امیر المومنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شان سب سے ممتاز ہے اور اس کا منصف مزاج صاحب علم اور صاحب نظر کو انکار نہیں ہو سکتا۔ "افضیلت مطلقہ" سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی صاحب ایمان سے سوال کیا جائے تمام صحابہ کرام میں افضل کون ہے؟ تو اس کا جواب ہو گا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، لیکن اس کو مثبت معنی میں لیا جائے، منفی معنی میں نہ لیا جائے، پس افضیلت مطلقہ اور افضیلت من کل الوجوہ ہم معنی نہیں ہیں۔

باقی مختلف صحابہ کرام کے مختلف فضائل وارد ہوئے ہیں، اور اہل بیت کے مستقل فضائل وارد ہوئے ہیں، اور ان سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ اور اہل بیت بھی صحابہ کرام میں ہی داخل ہیں، اور عمومی صحابہ کرام کی درجہ بندی میں سب سے پہلے چاروں خلفاء راشدین بالترتیب، پھر عشرہ مبشرہ، پھر اصحاب بدر، اس کے بعد اصحاب احد، اور پھر بیعت رضوان کے شرکاء، اور اس کے بعد فتح مکہ اور اس کے بعد مسلمان ہونے والے صحابہ کرام کا شمار ہے، اور سب کے ساتھ اللہ تعالی نے اچھائی (جنت) کا ارادہ فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل اور تمام درجہ بندیوں میں جو جو اہل بیت شامل ہیں وہ فضائل ان کے بھی ہیں.

صحابہ کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا واضح اور صریح عقیدہ قرآن و سنت کی صریح نصوص پر مشتمل ہے۔ اہل السنہ و جماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام انبیاء کرام کے بعد

قیامت کے قائم ہونے تک روئے زمین کی سب سے زیادہ متقی، صالح اور افضل جماعت ہیں۔ ان کی تعریف و توصیف میں درجنوں قرآنی آیات اور سینکڑوں احادیث منقول ہیں۔ اگر ان کی فضیلت اور تعریف اور صفت عدالت میں ایک بھی آیت یا حدیث موجود نہ ہوتی اور قرآن و حدیث ان کی تعریف سے خالی ہوتے تب بھی بتقاضائے عقل صحابہ کا احترام اور ان کی شان میں گستاخی سے احتراز اور ان کی اقتداء کرنا لازم ہوتا کیونکہ وہ اصحاب رسول تھے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تزکیہ کرتے تھے اور انہیں تعلیم دیتے تھے، مگر یہاں تو نہ صرف یہ کہ خاموشی نہیں ہے بلکہ قرآن اور احادیث دونوں انتہائی خوبصورت اسلوب میں جگہ جگہ ان کی تعریف میں ناطق ہیں جنہیں پڑھ کر انسان جھوم جھوم جائے، ان کے لئے جنت کی بشارت سنا رہے ہیں، ان کے ایمان کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے معیار اور پیمانہ بنایا جارہا ہے اور حکم ربانی ہو رہا ہے "آمنوا کما أمن الناس" یعنی اے ایمان والو، جس طرح صحابہ کا ایمان ہے اس طرح اپنا ایمان بناؤ۔ ان سے محبت کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں صاف صاف اعلان فرمارہا ہے "رضی اللہ عنهم و رضوا عنه" ۔ ایسی صورت میں صحابہ واہل بیت کے خلاف نفرت اور بغض کا اظہار اور بذریعہ وعظ و تحریر مسلم عوام کو اس نفرت اور بغض کی تعلیم دینا انتہائی باعث حیرت ہے اور ایمان سوز ہے۔ صحابہ کے خلاف بغض و نفرت پر مشتمل ایسی فکر رکھنا اور اس کی اشاعت کرنا کسی بڑے ابتلاء اور مصیبت یعنی کفر صریح کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ قرآنی آیت "رضی اللہ عنهم و رضوا عنه" "وکلا وعد اللہ الحسنی" ہے۔ یعنی تمام صحابہ تقوی و ثقاہت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ صحابہ یقیناً معصوم عن الخطاء نہیں ہیں مگر وہ باقی و مصر علی الخطاء بھی نہیں ہیں یعنی محفوظ عن الخطاء ہیں۔ ان سے غلطیاں ہوئی ہیں مگر وہ اللہ کے حضور میں توبہ کر کے خود کو پاک صاف بھی کرتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ توبہ کے بعد انسان پاک ہو جاتا ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب له".

[85] ان کے باقی علی الخطاء نہ ہونے کی بطور دلالۃ النص دلیل دیگر متعدد دلائل کے علاوہ قرآن کریم کا یہ اعلان ہے "رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ". ظاہر ہے کہ اللہ نے صحابہ سے اپنی رضامندی اور خوش ہونے کا اظہار صیغہ ماضی سے کیا جو یقین و تاکید کو بتلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں نزول قرآن کی تکمیل کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص لینے کے معاملے میں صحابہ کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات، حضرت معاویہ کا حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کا انکار کرنا، حضرت علی و حضرت معاویہ کا دیگر صحابہ کے ساتھ قصاص حضرت عثمان کے معاملے میں برسرپیکار ہونا اور حضرت معاویہ کا یزید کو ولی عہد بنانا یہ سب کچھ تھا۔ ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر ہرگز نہ تھی مگر ان سب کے باوجود اعلان ربانی "رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ" "وکلا وعد اللہ الحسنیٰ" کے ہونے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ صحابہ اگرچہ معصوم عن الخطاء نہیں ہیں مگر ان کی طرف سے بقاء علی الخطاء بھی نہیں ہو گا، لہذا میں ان سے راضی ہوں اور اس کا اعلان بھی کر رہا ہوں تاکہ دوسرے مسلمان بھی ان سے راضی رہیں، ان کے خلاف دل میں بغض نہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کو بتلانے کے لیے "و رضوا عنہ" کا بھی اعلان کیا گیا کہ خدا کے نزدیک صحابہ کے بہت زیادہ لاڈلے اور پیارے ہونے کو بلیغ انداز میں ظاہر کیا جائے۔ اب بھلا کسی مسلمان کے لئے کہاں گنجائش باقی رہی کہ وہ صحابہ سے بغض اور نفرت کرے اور انہیں ہدفِ تنقید بنائے، لہذا اہل سنت و جماعت کے نزدیک مشاجرات صحابہ میں پڑنا اور صحابہ واہل بیت میں سے کسی ایک ہستی کو بھی نشانہ بنانا حرام اور ایسا کرنے والا بد باطن، گمراہ اور بے دین ہے۔ قربان جایئے رسالت مآب کی فصاحت و بلاغت پر! جملے کے شروع میں کوئی فعل استعمال نہیں کیا گیا اور لفظ اللہ کو مکرر کر کے کتنے موکد اسلوب بیان میں فرمایا کہ

---

(85).....(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:4250)

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان کی شان میں کوئی گستاخی نہ ہو، کوئی نازیبا کلمہ منھ سے نہ نکلے اور میری وفات کے بعد انہیں نشانہ نہ بنانا۔ نیز رسول خدا سے محبت کے لئے صحابہ جن میں حضرت معاویہ بھی شامل ہیں، سے محبت کو شرط قرار دیا گیا۔ اور صحابہ جن میں حضرت معاویہ بھی داخل ہیں، سے بغض اور نفرت کو خدا اور سول سے بغض اور نفرت قرار دیا گیا اور بہت صریح الفاظ میں اللہ کے رسول نے یہ باتیں فرمائیں۔

صحابہ کرام سے ہمیں محبت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امت مسلمہ کے امن و قرار کا سبب قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: **النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ**". ترجمہ: ستارے آسمان کے لئے امان ہیں جب ستاروں کا نکلنا بند ہو جائے گا تو پھر آسمان پر وہی آ جائے گا جس کا وعدہ کیا گیا۔ میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔ اور میرے صحابہ میری امت کیلئے امان ہیں۔ تو جب صحابہ کرام چلے جائیں گے تو ان پر وہ فتنے آن پڑیں گے کہ جن سے ڈرایا جاتا ہے۔[86]

شیخین کریمین کا بغض کفر کی نشانی ہے، نبی کریم السلام نے فرمایا: **حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِيمَانٌ، وَبُغْضُهُمَا كُفْرٌ**". ترجمہ: ابو بکر و عمر کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان کا بغض کفر کی نشانی ہے۔[87]

---

(86).....(صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2531)

(87).....(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث: 487)

روایت ہے کہ نبی کریم نے حضرت عثمان رضی اللہ سے بغض رکھنے والے کا نماز جنازہ نہیں پڑھا۔[88]

اور مزید انصار صحابہ کے متعلق فرمایا: آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ". ترجمہ: انصار صحابہ کرام کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان کا بغض منافقت کی نشانی ہے۔[89]

سیدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بغض بھی منافقت ہے، آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ". ترجمہ: علی سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا اور صرف منافق ہی ان سے بغض رکھے گا۔[90]

اور اہل بیت اطہار سے بغض رکھنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعید شدید آئی ہے، مستدرک للحاکم میں ہے: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: أَنْ يُثَبِّتَ قَائِمَكُمْ، وَأَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ، وَأَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ، وَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَكُمْ جُوَدَاءَ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ". ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد المطلب! میں نے تمہارے لیے اللہ سے تین چیزیں مانگی ہیں: کہ وہ تمہارے قائم (یعنی دین پر قائم رہنے والے) کو ثابت قدم رکھے، تمہارے گمراہ کو ہدایت دے، اور تمہارے جاہل کو علم عطا فرمائے، اور میں نے اللہ سے یہ بھی مانگا ہے کہ وہ تمہیں سخی، سمجھدار اور باہمی رحم کرنے والا

---

(88).....(سنن الترمذی، رقم الحدیث:3709)

(89).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:17، صحیح مسلم، رقم الحدیث:74)

(90).....(سنن الترمذی، رقم الحدیث:3717)

بنائے۔ پس اگر کوئی شخص (اللہ کے گھر میں) رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھے، روزے رکھے، پھر اللہ تعالی سے اس حال میں ملے کہ وہ اہل بیتِ محمد (صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم و علیہم الرضوان) سے بغض رکھتا ہو، تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔[91]

اور ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي". ترجمہ: مجھ سے محبت کی وجہ سے میرے اہلبیت سے محبت کرو۔[92]

الصواعق المحرقہ میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَدَبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ حَبِّ نَبِيِّكُمْ وَحَبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ". ترجمہ: اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ، اپنے نبی کی محبت اور اہل بیت کی محبت، اور قرآن پاک پڑھنا۔[93]

اہل بیتِ اطہار کی محبت اور اتباع، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: أَلَا إِنَّ مِثْلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مِثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ". ترجمہ: آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح کی کشتی کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔[94]

الحمد للہ! اہل سنت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہل بیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں۔ خوارج و نواصب کے پاس کشتی نہیں اور روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں یہ دونوں اس سمندر سے پار نہیں لگ سکتے۔

---

(91).....(المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث:4712)

(92).....(سنن الترمذی، رقم الحدیث:3789)

(93).....(الصواعق المحرقہ، 2/496، مؤسسۃ الرسالۃ لبنان)

(94).....(مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:6483)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا ع

اہلسنت کا ہے بیڑا پار، اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

لہذا ایسا شخص جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار یا کسی بھی صحابی رسول علیہم الرضوان سے بغض رکھے وہ گمراہ، بے دین ہے اور جہنم کا حقدار ہے۔ جو لوگ اس موضوع کو کو لے کر عوام میں تشکیک و تشویش پیدا کر کے بلاوجہ فتنہ وفساد پھیلا رہے ہیں، انکا یہ عمل سخت ناجائز و حرام اور موجب عذاب نار ہے۔ یہ لوگ شیطان کے پیرو اور گمراہ ہیں، ان سے میل جول، سلام کلام ترک کرنا شرعا لازم ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفٰحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ". ترجمہ: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا اچرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (95)

اور فرمان باری تعالی ہے: إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ". ترجمہ: بے شک جنہوں نے ایذادی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی اُن کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کیلئے آگ کا عذاب۔ (96)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے: وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ". ترجمہ: اگر تمہیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (97)

---

(95).....(النور:19)

(96).....(البروج:10)

(97).....(الانعام:68)

حدیثِ پاک میں فتنہ و فساد برپا کرنے والے کے متعلق سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللهُ مَنْ أَيْقَظَهَا". ترجمہ:فتنہ سویاہوا ہوتا ہے،اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔(98)

صحیح مسلم شریف میں متبعینِ حق کو فتنوں سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشادِ نبوی مروی ہے:قَالَ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ". ترجمہ:حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:(لوگو!) گمراہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ کہ وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں اور تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔(99)

صحیح بخاری شریف میں دعوت و تبلیغ کے اسلوب کے متعلق ارشادِ نبوی مروی ہے: بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا". ترجمہ:بشارت دیا کرو، نفرت نہ دلایا کرو۔(100)

(۴) بدعقیدہ ہونے سے سیادت (نسبی شرف) کا حکم

جس شخص کے عقائد حدِّ کفر تک پہنچ گئے ہوں(جیسے خارجی، قادیانی، نیچری اور رافضی وغیرہ)،تو اس کی سیادت منقطع ہوجاتی ہے اور تعظیم و تکریم بھی ختم ہوجاتی ہے کیونکہ وہ سیادت ہی کہ وجہ سے لازم تھی۔اور نسب کی حقیقت اور چیز ہے اور شرافت کچھ اور ہے ان کا نسب حقیقت کے اعتبار سے اگرچہ پایہ ثبوت تک پہنچ رہا ہو لیکن اس نسب کی تعظیم و تکریم جو اسلام کی وجہ سے تھی وہ ختم ہوجاتی ہے، کیونکہ جب اسلام چلا گیا،تو اس کے احکام بھی منقطع ہوگئے۔

جہاں تک تفضیلی سید کی سیادت اور تعظیم کی بات ہے تو اس کی عقیدہ افضلیتِ شیخین کے عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے اہلسنت کے منہج سے عدولی ہے، لیکن اس کی اس وجہ سے سیادت

---

(98).....(الجامع الصغیر للسیوطی، رقم الحدیث:5975)

(99).....(صحیح مسلم، رقم الحدیث:7)

(100).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:69)

جائے گی نہ تعظیم جائے گی ،اسی لیے ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

اس سے ملتے جلتے سوال کے متعلق امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:"سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔قال اللہ تعالی "انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح" اللہ تعالی نے فرمایا:(اے نوح (علیہ السلام)! وہ تیرا بیٹا (کنعان) تیرے گھر والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں (القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶)۔ جیسے نیچری، قادیانی، وہابی غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض، اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے کسی قوم کا رافضی ہو جائے، دو دن بعد میر صاحب ہو جائے گا، ان کا بھی وہی حال ہے۔ کہ ان فرقوں کی طرح تبرائیان زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالی"۔[101]

امامِ اہلسنت ایک اور مقام پر سنی سید کی تعظیم کے فرماتے ہیں:"سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی۔قال اللہ تعالی "انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح" اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: اے نوح (علیہ السلام) وہ یعنی تیرا بیٹا تیرے خاندان اور گھرانے والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں (القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶)۔ شریعت نے تقوٰی کو

(101).....(فتاوی رضویہ، ج:22، ص:421، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

فضیلت دی ہے "ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم یعنی اللہ تعالٰی کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہو (القرآن الکریم ۴۹/ ۱۳)۔ مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ہے۔ اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم"۔[102]

مفتی شریف الحق امجدی (المتوفی: 1421ھ) علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "کفر وارتداد کے بعد نسب کی شرافت کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ بنص قرآن وہ نبی کے اہل ہونے سے خارج ہے۔ حضرت نوح علیہ اسلام کے کافر بیٹے کے بارے میں ارشاد ہے: "انَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ" ترجمہ: وہ تیرے اہل سے نہیں۔[103] اس لیے اگر واقعی کوئی شیعہ رافضی سادات کے نسل سے ہو بھی تو رافضی ہو جانے کے بعد وہ سید نہ رہا۔ ویسے عموماً رافض صحیح النسب نہیں اس لیے اگر بالفرض کوئی رافضی اپنے آپ کو سید کہے تو بھی وہ سید نہیں اور نہ اس کی تعظیم و تکریم جائز بلکہ حرام و گناہ ہے، ان کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا: "**فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم**". ترجمہ: ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان سے شادی بیاہ کرو (المستدرک للحاکم)۔ جب ان کے ساتھ میل جول اور کھانا پینا جائز نہیں، ان کی تعظیم کب جائز ہو گی"۔[104]

(۵) تفضیلی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام مخلوق (بعد از انبیاء) میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل بتاتا ہے، وہ

---

(102).....(فتاوی رضویہ، ج:22، ص:423، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(103).....(ہود:46)

(104).....(فتاویٰ شارح بخاری، ج:سوم، ص:82، مکتبہ برکات المدینہ)

تفصیلی گمراہ بد عقیدہ ہے۔ ایسے شخص کو امام بنانا گناہ اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہِ تحریمی و واجب الاعادہ ہے۔

قرآنی آیات سے استدلال:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومن اور فاسق کے فرق کے بارے میں ارشاد فرمایا: أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ. ترجمہ: تو کیا جو مومن ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق ہے؟ یہ برابر نہیں ہو سکتے۔[105]

اللہ تعالیٰ نے ظالموں اور بد عقیدہ لوگوں کی طرف جھکاؤ سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. ترجمہ: اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا (یعنی بد عقیدہ و گستاخ) ورنہ تمہیں بھی آگ چھوئے گی۔[106]

اللہ تعالیٰ نے امامت کے عہدے کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں ارشاد فرمایا: قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ. ترجمہ: میرا عہد (امامت) ظالموں کو نہیں پہنچتا۔[107]

احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاجر و بد مذہب کی امامت کے بارے میں ارشاد فرمایا: لَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا. ترجمہ: کوئی فاجر (کافر و بد عقیدہ شخص) کسی مومن کا امام نہ بنے۔[108]

---

(105).....(السجدہ:18)

(106).....(ہود:113)

(107).....(البقرہ:124)

(108).....(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:1081)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام کے انتخاب کے متعلق ارشاد فرمایا: اجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ. ترجمہ: جو لوگ تم میں بہترین ہوں انہیں اپنا امام بناؤ۔[109]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدمذہب کی تعظیم کے متعلق ارشاد فرمایا: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ. ترجمہ: جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی، اس نے اسلام کو ڈھانے (برباد کرنے) میں مدد دی۔[110]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بدمذہبوں سے اظہارِ لاتعلقی کرتے ہوئے فرمایا: فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بُرَاءُ مِنِّي. ترجمہ: انہیں بتادو کہ میں ان سے لاتعلق ہوں اور وہ مجھ سے الگ ہیں۔[111]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدمذہب کو پناہ یا جگہ دینے والے کے متعلق ارشاد فرمایا: لَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا. ترجمہ: جس نے کسی بدمذہب کو پناہ دی، اس پر اللہ کی لعنت ہے۔[112]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ کی طرف تھوک کر اذیت دینے والے امام کے بارے میں فرمایا: لَا يُصَلِّي لَكُمْ... إِنَّكَ آذَيْتَ اللهَ وَرَسُولَهُ. ترجمہ: یہ شخص (آئندہ) تمہیں نماز نہ پڑھائے... تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔[113]

---

(109).....(سنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث:5133)

(110).....(الشریعہ للآجری، رقم الحدیث:2039)

(111).....(صحیح مسلم، رقم الحدیث:8)

(112).....(صحیح مسلم، رقم الحدیث:1978)

(113).....(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:481)

امام طبرانی نے اذیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت نقل فرمائی: وَلَكِنَّكَ تَفَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَأَنْتَ تَؤُمُّ النَّاسَ فَآذَيْتَ اللهَ وَالْمَلَائِكَةَ. ترجمہ: تو نے امامت کے دوران اپنے سامنے تھوکا، پس تو نے اللہ اور فرشتوں کو اذیت دی۔[114]

ائمہ حدیث اور فقہائے عظام کے فیصلے:

علامہ ابنِ ہمام (المتوفی: 861ھ) نے ائمہ احناف کا موقف یوں نقل فرمایا: رَوَى مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى أَنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ لَا تَجُوزُ. ترجمہ: امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے روایت کیا کہ بدمذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔[115]

امام احمد بن حنبل (المتوفی: 241ھ) نے جہمیہ اور معتزلہ کے پیچھے نماز کے متعلق فرمایا: لَا يُصَلَّى خَلْفَهُمْ مِثْلَ الْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ. ترجمہ: جہمیوں اور معتزلیوں کی طرح ان جیسے (بدمذہبوں) کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔[116]

امام احمد بن حنبل (المتوفی: 241ھ) نے بدعتی کے پیچھے نماز دہرانے کے متعلق فرمایا: يُصَلِّي فَإِنْ تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ صَاحِبُ بِدْعَةٍ أَعَادَ. ترجمہ: نماز پڑھے اور اگر اس پر واضح ہو جائے کہ وہ امام بدعتی (بدمذہب) ہے تو نماز کو دہرائے۔[117]

---

(114).....(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:104)

(115).....(فتح القدیر، باب الامامۃ، 1/350، دار الفکر)

(116).....(السنہ لعبد اللہ بن احمد، 1/103، دار ابن القیم)

(117).....(مسائل الإمام أحمد بن حنبل روایۃ ابن أبي الفضل صالح المعروف بمسائل صالح، الرقم:562، الدار العلمیۃ، الہند)

امام ابو القاسم خرقی (المتوفی: 334ھ) نے بدمذہب کے پیچھے نماز لوٹانے کے متعلق فرمایا:وَمَنْ صَلَّى خَلْفَ مَنْ يُعْلِنُ بِبِدْعَةٍ أَوْ بِسُكْرٍ أَعَادَ. ترجمہ:جو آدمی علی الاعلان بدعت کا ارتکاب یا نشہ کرے، جس نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہو وہ نماز لوٹائے۔[118]

امام بخاری (المتوفی: 256ھ) نے بدمذہبوں کی امامت کو یہود و نصاریٰ کے مثل قرار دیتے ہوئے فرمایا:مَا أُبَالِي صَلَّيْتُ خَلْفَ الجَهْمِيِّ وَالرَّافِضِيِّ أَمْ صَلَّيْتُ خَلْفَ اليَهُودِ وَالنَّصَارَى. ترجمہ: مجھے پرواہ نہیں کہ میں جہمی اور رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں یا یہودی اور عیسائی کے پیچھے (یعنی دونوں کے پیچھے نہیں ہوتی)۔[119]

علامہ ابن عابدین شامی (المتوفی: 1252ھ) نے بدمذہب کی امامت کے متعلق فرمایا: فَهُوَ كَالْمُبْتَدِعِ تُكْرَهُ إِمَامَتُهُ بِكُلِّ حَالٍ. ترجمہ: پس وہ (فاسق) بدمذہب کی طرح ہے، اس کی امامت ہر حال میں مکروہ (تحریمی) ہے۔[120]

علامہ شیخ ابراہیم الحلبی (المتوفی: 956ھ) نے بدمذہب کے فسق کے متعلق فرمایا:يُكْرَهُ تَقْدِيمُ الْمُبْتَدِعِ أَيْضًا لِأَنَّهُ فَاسِقٌ مِنْ حَيْثُ الِاعْتِقَادُ وَهُوَ أَشَدُّ مِنَ الْفِسْقِ مِنْ حَيْثُ الْعَمَلِ. ترجمہ: بدعتی کو امام بنانا مکروہ ہے کیونکہ وہ عقیدہ کے اعتبار سے فاسق ہے اور یہ فسق عملی فسق سے زیادہ برا ہے۔[121]

ملا علی قاری (المتوفی: 1014ھ) نے بدمذہب کی اقتدا کے بارے میں فرمایا: لَا تَجُوزُ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ. ترجمہ: بدمذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔[122]

---

(118).....(مختصر الخرقی، باب الامامۃ، ص:29، دار الصحابۃ للتراث)

(119).....(خلق افعال العباد للبخاری، ص:33، دار المعارف السعودیۃ)

(120).....(رد المحتار، باب الامامۃ، 1/560، دار الفکر)

(121).....(حلبی کبیری، فصل فی الامامۃ، ص:443، مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

(122).....(شرح فقہ اکبر للملا علی قاری، ص:13، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام احمد بن حنبل (المتوفی: 241ھ) نے تفضیلی (حضرت علی کو صدیقِ اکبر پر فضیلت دینے والے) کے پیچھے نماز کے متعلق فرمایا: إِذَا كَانَ جَاهِلًا لَا عِلْمَ لَهُ بِمَنْ فضل، أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ، وَإِنْ كَانَ يَتَّخِذُهُ دِينًا فَلَا يُصَلَّى خَلْفَهُ. ترجمہ: اگر وہ جاہل ہو اور اسے فضیلت کا علم نہ ہو تو مجھے امید ہے کہ کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وہ اسے اپنا دین و نظریہ بنا چکا ہو (یعنی عقیدۃً تفضیلی ہو) تو پھر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔[123]

امام سفیان ثوری (المتوفی: 161ھ) نے سنی امام کی اقتدا کے متعلق وصیت فرمائی: لَا تُصَلِّ إِلَّا خَلْفَ مَنْ تَثِقُ بِهِ وَتَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ. ترجمہ: تم نماز صرف اس کے پیچھے پڑھو جس پر تجھے اعتماد ہو اور تجھے علم ہو کہ وہ اہل سنت سے ہے۔[124]

اور علامہ تفتازانی (المتوفی: 792ھ) نے حدِ کفر تک پہنچی بدعت (گمراہی) کے بارے میں فرمایا: أَمَّا إِذَا أَدَّى إِلَيْهِ فَلَا كَلَامَ فِي عَدَمِ جَوَازِ الصَّلَاةِ خَلْفَهُ. ترجمہ: اگر اس کا فسق (بدعقیدگی) حدِ کفر تک پہنچ چکا ہو، تو اس کے پیچھے نماز کے ناجائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔[125]

علامہ علاؤالدین حصکفی (المتوفی: 1088ھ) نے ضروریاتِ دین کے منکر کے بارے میں فرمایا: وَإِنْ أَنْكَرَ بَعْضَ مَا عُلِمَ مِنَ الدِّينِ ضَرُورَةً كَفَرَ بِهَا... فَلَا يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ بِهِ أَصْلًا. ترجمہ: اگر دین کی کسی ضروری بات کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا، لہذا ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ادا کرنا ہرگز صحیح نہیں۔[126]

---

(123).....(الجامع لعلوم الإمام أحمد، کتاب الصلاۃ، 6/346، دار الفلاح)

(124).....(تفسیر سفیان الثوری، ص: 15، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(125).....(شرح العقائد النسفیۃ، ص: 101، مکتبۃ الکلیات الأزھریۃ)

(126).....(الدر المختار، باب الامامۃ، 1/561، دار الفکر)

علامہ ابنِ امیر الحاج (المتوفی: 879ھ) نے بدعت کی شدت اور فسادِ نماز کے متعلق فرمایا:إِنَّ بِدْعَتَهُمْ لَمَّا اشْتَدَّتْ إِلَى أَنْ وَصَلَتْ قَرِيبًا إِلَى الْكُفْرِ... حُكِمَ بِفَسَادِ صَلَاةِ مَنِ اقْتَدَى بِهِمْ. ترجمہ: جب ان کی بدعت شدت اختیار کر جائے اور کفر کے قریب پہنچ جائے تو ان کی اقتدا منع ہے اور جو ان کی اقتداء کرے اس کی نماز فاسد ہونے کا حکم دیا جائیگا۔[127]

صاحبِ مسلم الثبوت (المتوفی: 1119ھ) نے بدعتی (بدمذہب) کی اقتدا کے بارے میں فرمایا: وَمَا رُوِيَ عَنِ الْإِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ أَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ مِنْ عَدَمِ جَوَازِ الصَّلَاةِ خَلْفَهُمْ فَلَيْسَ لِكُفْرِهِمْ كَمَا زُعِمَ هُوَ، بَلْ لِأَنَّهُمْ يُنْكِرُونَ الْجَمَاعَةَ وَالْإِمَامَةَ، فَلَا يَنْوُونَ الصَّلَاةَ لِلَّهِ تَعَالَى عِنْدَ إِمَامَتِهِمْ، وَبِفِقْدَانِ النِّيَّةِ تَبْطُلُ صَلَاتُهُمْ فَتَبْطُلُ صَلَاةُ الْمُقْتَدِينَ، وَلِأَنَّ بِدْعَتَهُمْ لَمَّا اشْتَدَّتْ إِلَى أَنْ وَصَلَتْ قَرِيبًا إِلَى الْكُفْرِ أَوْرَثَتْ شُبْهَةً فِي إِيمَانِهِمْ وَقَوِيَتْ فَمُنِعَ مِنَ الِاقْتِدَاءِ بِهِمْ، وَحُكِمَ بِفَسَادِ صَلَاةِ مَنِ اقْتَدَى بِهِمْ. ترجمہ: اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی (رحمہما اللہ) سے ان کے پیچھے نماز کے عدمِ جواز کی جو روایت ہے وہ ان کے کفر کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا گیا، بلکہ اس لیے ہے کہ وہ (بدعتی) جماعت اور امامت کے منکر ہوتے ہیں، لہذا وہ اپنی امامت کے وقت اللہ کے لیے نماز کی نیت ہی نہیں کرتے، اور نیت کے فقدان سے ان کی اپنی نماز باطل ہو جاتی ہے تو مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہو گئی۔ اور اس لیے بھی کہ جب ان کی بدعت شدت اختیار کر جائے یہاں تک کہ کفر کے قریب پہنچ جائے، تو ان کے ایمان میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور (بدعت کی) قوت کی وجہ سے ان کی اقتدا سے روک دیا گیا ہے، اور ان کی اقتدا کرنے والے کی نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔[128]

---

(127).....(فواتح الرحموت، ص:294، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(128).....(مسلم الثبوت بشرح فواتح الرحموت، 2/294، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تفضیلی کے پیچھے نماز کے متعلق امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری (المتوفی: 1340ھ)علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:"تمام اہلسنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے افضل ہیں، ائمہ دین کی تصریح ہے جو مولیٰ علی کو اُن پر فضیلت دے مبتدع بدمذہب ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فتاویٰ خلاصہ وفتح القدیر وبحر الرائق وفتاویٰ عالگیریہ وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے: ان فضل علیا علیھما فمبتدع (اگر کوئی حضرت علی کو صدیق وفاروق، پر فضیلت دے تا ہے تو وہ بدعتی ہے)۔غنیہ وردالمحتار میں ہے: الصلوۃ خلف المبتدع تکرہ بکل حال (بدمذہب کے پیچھے ہر حال میں مکروہ ہے)۔ارکانِ اربعہ میں ہے: الصلوۃ خلفھم تکرہ کراھۃ شدیدۃ (ان یعنی تفضیلی شیعہ کی اقتداء میں نماز شدید مکروہ ہے)۔ تفضیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالٰی اعلم"۔ (129)

اور فاسق کے پیچھے نماز کے جواز پر فقہائے کرام کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"یہ جواز اس معنی پر ہے کہ فرض اتر جائے گا، نہ یہ کہ کوئی کراہت نہیں۔ میں انہیں شامی کے دو اقوال سے بیان کر چکا کہ "فاسق ومبتدع کے پیچھے نماز مکروہ ومنع ہے"۔ اصل بات یہ ہے کہ نمازِ عام کی امامتِ سلاطین خود کرتے ہیں یا وہ، جسے وہ مقرر کریں اور بعض وقت حُکّام بدمذہب یا فاسق بھی ہوئے، اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے وہی اندیشہ تھا تلوار اور تازیانہ کا، جو حدیث میں گزرا۔ اسی بنا پر یہ حدیث آئی ہے کہ ضرورت کے وقت ان کے پیچھے پڑھ لے۔ اور علماء نے فرمایا ہے کہ "یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا فسق حدِ کفر تک نہ پہنچا ہو اور کوئی مرد صالح موجود نہ ہو"۔ دیکھو اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ اور پھر اس حدیث کے نیچے صاف لکھ دیا ہے کہ "ان کے پیچھے نماز مکروہ" ہے۔ دیکھو

(129).....(فتاوی رضویہ، 6/622، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مرقات شرح مشکوٰۃ۔ علاوہ بریں اس حدیث کی صحت میں بھی علمائے محدثین، مثل دار قطنی (المتوفی: 385ھ) وغیرہ کو کلام ہے اور اس حدیث کا شروع کا ٹکڑا یہ ہے، "جاھدوا مع کل برأ کان أو فاجراً" یعنی ہر سلطان کے ساتھ جہاد کرو چاہے وہ نیک ہو یا بد۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں بادشاہوں کا ذکر ہے۔ مگر غیر مقلّدین اس حدیث پر اپنی خاص غرضوں کیلئے زور دیتے ہیں کہ اگرچہ مبتدع اور فاسق ہیں مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنی واجب ہے اور ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے بھی یہی حدیث لوگوں کو وعظ میں سنا کر جہاد پر ابھارا تھا"۔[130]

(۶) صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نام پر بچوں کے نام رکھنا

ان جلیل القدر صحابہ کرام وامہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جیسے سیدنا علی المرتضیٰ، سیدنا امیر معاویہ، سیدہ عائشہ صدیقہ وغیرہم) کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنا شرعاً بالاتفاق جائز، بلکہ موجبِ برکت اور مستحب ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے اصلاً اچھے اور نیک نام لوگوں کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب دی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تَسَمَّوْا بِخِيَارِكُمْ". ترجمہ: اپنے نام اپنے بہترین لوگوں (نیک ہستیوں) کے نام پر رکھو۔[131]

امام ابن عساکر (المتوفی: 571ھ) رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ قَوْمٍ يَكُونُ فِيهِمْ رَجُلٌ صَالِحٌ فَيَمُوتُ فَتُخْلَفُ فِيهِمْ بِمَوْلُودٍ فَيُسَمُّونَهُ بِاسْمِهِ إِلَّا خَلَفَهُمُ اللهُ بِالْحُسْنَى". ترجمہ: جس قوم میں کوئی نیک آدمی ہو اور وہ فوت ہو جائے، پھر ان میں کوئی بچہ پیدا ہو اور وہ اس کا نام اس نیک آدمی کے نام پر رکھیں، تو اللہ تعالیٰ ان میں خیر و بھلائی پیدا فرمائے گا۔[132]

---

(130).....(اظہار الحق الجلی، سوال نمبر 33)

(131).....(الفردوس بماثور الخطاب، رقم الحدیث: 2329)

(132).....(تاریخ دمشق لابن عساکر، ج 43، ص 44)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ؛ فَحَسِّنُوا أَسْمَاءَكُمْ". ترجمہ: بیشک قیامت کے دن تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔[133]

اسی طرح صحیح مسلم کی روایت ہے:إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ". ترجمہ: تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔[134]

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے نام پر نام رکھنے کی اجازت بلکہ ترغیب دی، ارشاد فرمایا:تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي". ترجمہ: میرا نام (محمد) رکھو، لیکن میری کنیت (ابو القاسم) نہ رکھو۔[135]

اسی باب میں یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کا نام اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا:وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ، فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ". ترجمہ: آج رات میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا۔[136]

ائمۂ اہلِ سنت نے ان نصوص سے یہ قاعدہ اخذ کیا کہ انبیائے کرام، صحابہ وصالحین کے نام رکھنا مستحب وپسندیدہ ہے۔

علامہ نجم الدین غزی شافعی (المتوفی:1061ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:يَنْبَغِي التَّسْمِيَةُ بِأَسْمَاءِ الصَّالِحِينَ تَفَاؤُلًا، وَتَحْسِينُ التَّسْمِيَةِ بِتَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ؛ فَالِاسْمُ الْحَسَنُ

---

(133).....(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:4948؛مسند احمد، رقم الحدیث:21693)

(134).....(صحیح مسلم، رقم الحدیث:2132)

(135).....(صحیح البخاری، رقم الحدیث:6187)

(136).....(صحیح مسلم، رقم الحدیث:2315)

سُنَّةٌ مَعْرُوفَةٌ". ترجمہ: صالحین کے ناموں پر نام بطورِ نیک فال رکھنے چاہئیں، اور برے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے کیونکہ اچھا نام رکھنا سنتِ معروفہ ہے۔[137]

امام اہلسنت امام احمد رضا خان (المتوفی: 1340ھ) علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "حدیث سے ثابت کہ محبوبانِ خدا انبیاء واولیاء علیہم الصلوۃ والثناء کے اَسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔"[138]

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفی: 1367ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔ ہندوستان میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں، جن کے کچھ معنی نہیں یا اون کے برے معنی ہیں، ایسے ناموں سے احتراز کریں۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ و تابعین وبزرگانِ دِین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے، امید ہے کہ اون کی برکت بچہ کے شاملِ حال ہو"۔[139]

لہٰذا سیدنا علی، سیدنا معاویہ، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ فاطمہ، سیدہ زینب وغیرہ صحابہ و اہلِ بیت وازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں پر بیٹوں اور بیٹیوں کے نام رکھنا نہ صرف جائز بلکہ باعثِ خیر وبرکت اور اہلِ سنت کے منہج کے عین مطابق ہے۔ ہاں، اگر کوئی شخص کسی صحابی کے نام (مثلاً "معاویہ" یا "عائشہ" وغیرہ) کو محض اس لیے ناپسند کہے کہ اس کے دل میں اس صحابی کے بارے میں بغض وکینہ ہے، اور اسی بغض کی بنا پر اس نام سے نفرت کرتا ہے، تو یہ باطنی فسادِ عقیدہ اور گمراہی کی علامت ہے، اس سے توبہ ورجوع ضروری ہے۔

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

---

(137).....(حسن التنبہ لماورد فی التشبہ، ج2، ص566-567، دار النوادر، سوریا)

(138).....(فتاوی رضویہ، 24/685، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(139).....(بہار شریعت، ج3، ص356، مکتبۃ المدینہ کراچی)

کتبـــــــ

10. مفتی محمد حنیف اویسی شاذلی صاحب (مدرس دارالعلوم شاذلیہ، رحیم یار خان)
11. مفتی محمد فیاض سعیدی شاذلی صاحب (مدرس وانچارج دار الافتاء، جامعہ محمدیہ غوثیہ، بہاولپور)
12. مفتی سید زین العابدین شاہ صاحب (مدرس جامعہ علیمیہ اسلامیہ، کراچی)
13. مفتی محمد ساجد شاذلی صاحب (مدرس و مفتی جامعہ غوثیہ تعلیم القرآن، خیر پور ٹامیوالی)
14. مفتی محمد ذیشان شاذلی صاحب (مدرس جامعہ سلطان المدارس، صادق آباد)
15. مفتی محمد عارف ضیاء الباروی الشاذلی صاحب (مرکزِ اہل سنت، کلر سیداں، راولپنڈی)
16. مفتی غلام مرتضیٰ اکبری وسیمی صاحب (مدرس جامعہ عزیزیہ رضویہ، فیصل آباد)
17. مفتی پیر صفدر حسین شاذلی صاحب (مدرس جامعہ قادریہ رضویہ نور العلوم، نارووال)
18. مفتی ساجد علی سکندری صاحب (مدرس مرکزی جامعہ نظامیہ، مٹھی تھرپارکر)
19. مفتی محمد یوسف عظمتی صاحب (مدرس وخادم دار الافتاء قمر الاسلام، کراچی)
20. مفتی حافظ محمد وقاص ارشد شاذلی صاحب (مدرس جامعہ فیضِ رضا ٹرسٹ، رحیم یار خان)
21. مفتی محمد عاقب قادری صاحب (مدرس جامعہ اسلامیہ نبویہ، بہاولپور)
22. مفتی محمد اسد رفیق شاذلی صاحب (مدرس جامعہ گلزارِ حبیب، قصور)
23. مفتی عبد الصمد سکندری صاحب (خادم دار الافتاء فیض مصطفیٰ، حیدر آباد)
24. مفتی ابو عمر شاہنواز مدنی صاحب (خطیب پاکستان اٹامک انرجی چشمہ، میانوالی)
25. مفتی محمد فیصل ہزاروی صاحب (میمن اسلامک ایجوکیشن اسکول سسٹم، کراچی)
26. مفتی اویس علی صاحب (اسکول اسلامیات ٹیچر و ممبر ریسرچ ٹیم)
27. مفتی محمد عبد الستار نیازی صاحب (فارغ التحصیل جامعہ صدیقیہ رضویہ، منکیرہ)
28. مفتی عبد الحی محمدی صاحب (ٹیچر کراچی یونیورسٹی و ایڈمنسٹریٹر سیرت اسٹڈی سینٹر، کراچی)
29. مفتی محمد کاشف شاذلی صاحب (مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ رضویہ نقشبندیہ، بھاولنگر پنجاب)
30. مفتی محمد سلطان سعید قادری صاحب (مدرس مدرسہ فیضِ رضا، نارتھ ناظم آباد کراچی)
31. مفتی بشیر احمد رضوی صاحب (مدرس مرکز بابِ الاسلام طاہری، خضدار بلوچستان)
32. مفتی نعمان احمد باروی صاحب (فارغ التحصیل جامعہ بارویہ رضویہ نقشبندیہ، لیہ)

2. صدر مدرسین وناظم تعلیمات

33. مفتی محمد شاہد رضا نقشبندی صاحب (صدر مدرس مدرسہ انوار القرآن، ڈیرہ غازی خان)
34. مفتی محمد امتیاز احمد الشاذلی صاحب (صدر مدرس جامعہ ضیاء القرآن، پاکپتن)
35. مفتی محمد الیاس شاذلی صاحب (ناظم تعلیمات، جامعہ نظامیہ نقشبندیہ، ضلع حب)
36. مفتی محمد رمضان مینگل صاحب (ناظم تعلیمات، جامعہ سنان بن سلمہ، لسبیلہ بلوچستان)
37. مفتی محمد سفیان المدنی صاحب (ناظم و مدرس، جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، مانسہرہ)
38. مفتی محمد احسان کریم قادری الشاذلی صاحب (ناظم تعلیمات وخادم دار الافتاء، جامعہ تعلیم القرآن، لاہور)

3. مہتمم، رئیس دار الافتاء وناظم اعلیٰ

39. مفتی محمد فاروق مدنی صاحب (مہتمم جامعہ غوث الاعظم و پرنسپل الفارق اسلامک اکیڈمی، کراچی)
40. مفتی غلام یاسین بندیالوی صاحب (مہتمم مدرسہ نوریہ تعلیم القرآن، ڈیرہ غازی خان)
41. مفتی ثناء اللہ رضوی صاحب (مہتمم جامعہ رضویہ کنز العلوم، بھکر)
42. مفتی میاں ایاز احمد سکندری صاحب (مہتمم جامعہ غوثیہ سہروردیہ، شکارپور و مدرس دار العلوم صبغۃ الھدیٰ، سانگھڑ)
43. مفتی ذیشان عزیزی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ حنفیہ متنی، پشاور)
44. مفتی محمد حاکم عباسی نقشبندی الشاذلی صاحب (مہتمم جامعہ انوار القرآن نوابیہ، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی)
45. مفتی قاری رضاء المصطفیٰ شاذلی رضوی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ فیضانِ امیر المجاہدین، واہ کینٹ)
46. مفتی محمد جمشید اکرم شاذلی صاحب (مہتمم دار العلوم غوثیہ شاذلیہ، لودھراں)
47. مفتی فدا حسین قادری صاحب (مہتمم جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، اوستہ محمد، بلوچستان)